دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں

(حمدیہ و نعتیہ مجموعہ)



سعید رحمانی

برائے ریختہ ڈاٹ کوم

دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں

(حمدیہ ونعتیہ مجموعہ)

سعید رحمانی

نامِ کتاب :دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں (حمدیہ ونعتیہ مجموعہ)
شاعر :سعید رحمانی
صفحات :۱۲۸ر
قیمت :۱۵۰ر روپے
تعدادِ اشاعت ۳ر سو
سالِ اشاعت : ۲۰۱۷ء
کمپیوٹر کمپوزنگ :سید مصطفیٰ علی موبائل:8984218600
زیرِ اہتمام :اخبارِ اڑیسہ پبلی کیشنز۔کٹک
ترتیب وتزئین :سید نورالٰہی ناطق
ملنے کا پتہ :اخبارِ اڑیسہ پبلی کیشنز۔دیوان بازار۔کٹک۔753001 (اڑیسہ)
ناشر :مصنف

(یہ کتاب اڑیشا اردو اکاڈمی کی جزوی مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے)

انتساب

عاشقانِ رسول اللہ ﷺ کے نام

فہرست

دربارِ مصطفیٰؐ میں

دربارِ مصطفےٰؐ میں

ڈاکٹر کرامت علی کرامت
رحمت علی بلڈنگ۔ دیوان بازار۔ کٹک۔ 753001 (اڑیسہ)

سعید رحمانی کی نعت گوئی

میری میز پر اس وقت کئی نعتیہ مجموعے مثلاً لب ولہجہ (اولادِ رسول قدسی) ارمغانِ لطیف (کیف الاثر) ذکرِ حبیب (علی احمد جلیلی) اور رحمتوں کا سائباں (سعید رحمانی) زینت افروز ہیں۔ اس اثناء میں اور بھی کئی مجموعے زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئے ہوں گے جو میری نظر سے نہیں گزرے۔ گزشتہ کئی سالوں سے اردو کے جو ادبی رسائل شایع ہو رہے ہیں ان میں سے بیشتر کا آغاز حمد و نعت سے ہوتا ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے یہ بات نہیں تھی۔ حالانکہ عربی، فارسی اور اردو میں نعت گوئی کی ایک عظیم روایت موجود ہے۔ لیکن اردو ادب میں ترقی پسندی اور جدیدیت کے عروج کے ساتھ نعت گوئی کی طرف ہمارے شعراء کی توجہ کم ہوتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں شعرائے کرام پھر سے اس قدیم صنفِ سخن کو اپنی تخلیقیت سے نئی جلا بخشنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے اس صنف کو نئی تقویت ملنے لگی ہے۔ اس پر تحقیقی کارنامے بھی انجام دیے جا رہے ہیں جن سے ہماری معلومات میں قابل قدر اضافہ ہونے لگا ہے۔

ہمارے جدید نعت گو شعراء کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تقریباً اسی قسم کا جذبۂ عشق و محبت، عقیدت و نیازمندی، شیفتگی و وارفتگی، اوصاف حمیدہ کا ادراک و عرفان اور سیرتِ پاک اور حیات طیبہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے، جو ہمارے قدماء کے یہاں موجود تھا۔ لیکن ان عناصر کا اظہار "باندازِ دیگر" ہونے لگا ہے۔ لیکن چونکہ جدیدیت روایت کی توسیع کا درجہ رکھتی ہے اسی لیے جدید نعتوں کو سمجھنے کے لیے اور ان سے لطف اندوز ہونے کے لیے اس صنف کی روایت سے واقفیت ضروری ہے۔ عربی میں تو فاطمہ زہرہؓ سے لے کر حسان بن ثابتؓ عبداللہ بن رواحہؓ کعب

بن زبیرؓ اور حضرت علیؓ تک سبھوں نے اپنی نعتوں میں جذبۂ عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔ فارسی میں بھی سعدیؔ، جامیؔ، قدسیؔ، خاقانیؔ، قاآنیؔ، عرفیؔ، نظیریؔ، رومیؔ اور غالبؔ تک ایک عظیم روایت موجود ہے۔ عرفیؔ نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

هزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اردو میں بھی مظہر جانِ جاں اور غلام احمد سعید سے لے کر سعید رحمانی تک نعت گوئی کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ چونکہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَتہ لِّلْعٰلَمِیْن ۵" اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں کے لیے باعثِ رحمت نہیں تھے بلکہ بلا امتیازِ مذہب وملت سارے عالم کے لیے موجب خیر وبرکت تھے اور ہیں۔ نانک اور کبیر جیسے سنتھوں کو جانے دیجیے اردو کے ہندو شعراء میں کیفی دہلوی، زار دہلوی، مہاراجہ کشن پرشاد شادؔ، عرش ملسیانی، ہری چند اخترؔ، ساحر ہوشیار پوری، رام کشن مضطرؔ، کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ، کالی داس گپتا رضاؔ، کرشن بہاری نورؔ وغیرہ نے اپنی نعتوں میں جس والہانہ عقیدت کا اظہار کیا ہے وہ اس بات پر دال ہے کہ حضورؐ کا فیض ہر قوم وملت پر عام ہے۔ محمد عثمان عارف نقشبندی نے کہا ہے "حضور کی نعت غیر مسلم شعراء نے بھی ایسی محبت، ارادت، عقیدت، ادب واحترام ونیاز مندی سے کہی ہے خواہ وہ تعداد میں زیادہ نہ ہو کسی مسلم شاعر کی نعتوں کے مقابلے میں کسی بھی لحاظ سے ان کو کم درجہ نہیں دیا جا سکتا اور کوئی مسلمان شاعر جذبۂ خلوص ومحبت میں اپنی برتری وفوقیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا"۔ (فیضان مصطفےٰ صفحہ ۱۶۔۱۷)۔ اسی لیے کنور مہندر سنگھ بیدی سحر نے کہا تھا۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

آپؐ کی سیرتِ پاک کے بین الاقوامی اور عالم گیر جذبۂ اخوت وانسانیت کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے سعید رحمانی فرماتے ہیں۔

اس رحمت عالم کی نظر سب پہ ہے یکساں۔ اس کے لیے تخصیص عرب ہے نہ عجم ہے
وہ ہیں نبی رحمت سب کے لیے جہاں میں۔ ان کی عنایتوں کا چشمہ رواں دواں ہے

تری رحمت نوازی عام ہے سارے زمانے میں
پرائے ہوں کہ اپنے ہوں، سبھی پر مہرباں تو ہے

ایسا کیوں نہ ہو۔ بقول مظہر جانِ جان۔

خدا مدّاحِ ذاتِ مصطفیٰ بس — محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس

سعید رحمانی نے جہاں ایک طرف حضورؐ کے داخلی اسوۂ حسنہ کا ذکر کیا ہے وہیں دوسری طرف ان کی خارجی شکل وشباہت کا بھی نقشہ کھینچ دیا ہے جس کے بارے میں کہا گیا "آنکہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"۔ لہٰذا فرماتے ہیں۔

مجسم سورۂ والشمس ہے ان کا رخِ زیبا
مکمل سورۂ واللیل ان کے گیسوئے پرخم

اسی خیال کو ان کے پیش رو شاعر علی احمد جلیلی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

واللیل کی گھٹا ہے کہ گیسو میں آپؐ کے
والشمس کی ضیاء ہے کہ چہرہ حضورؐ کا

سعید رحمانی اور علی احمد جلیلی کے دونوں شعروں کے خیالات ملتے جلتے ہیں۔ بیکل اتساہی نے بھی وہی بات کہی ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ انھوں نے صرف رخِ مصطفیٰ کا ذکر کیا ہے۔ گیسوؤں کا ذکر نہیں چھیڑا۔ فرماتے ہیں۔

اندھیری رات ہے شمس الضحیٰ کی بات کرو
ستارو آؤ رخِ مصطفیٰ کی بات کرو

''رحمتوں کا سائباں'' میں حالانکہ سعید رحمانی نے ہر نعت کا کچھ نہ کچھ عنوان دیا ہے لیکن تمام نعتیں غزل ہی کے فارم میں ہیں۔ان نعتوں میں مدینہ (یا طیبہ) کا ذکر بار بار آیا ہے۔لیکن ہر مرتبہ نئے جذباتی اظہار کے ساتھ۔مثلاً۔

چھپالوں اِس کو آنکھوں میں بسالوں اس کو میں دل میں

مدینہ جان ہے' ایمان میرا خانۂ کعبہ

رحمتوں کی چاندنی میں بھیگ جاتے ہیں سبھی

گلشنِ طیبہ میں ہر سو نور کی برسات ہے

جلوۂ سبز گنبد مبارک رہروانِ رہِ شوق تم کو

اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالوں جب ملے وہ غبارِ مدینہ

غبارِ مدینہ کا ذکر چلا ہے تو عثمان عارف نقشبندی کے یہ شعر یاد آتے ہیں۔

ہر ذرہ ہے حضورؐ کے قدموں سے آفتاب۔عارف سنبھل کے چلنا مدینے کی راہ میں

راہوں میں مدینے کے قدم کیسے رکھوں میں۔کیا جانے کہاں آپ کا نقشِ کفِ پا ہو

چونکہ سعید رحمانی غزل کے ایک جدید شاعر ہیں' اس لیے انھوں نے اپنی نعتوں میں بھی نئی نئی پیکر تراشی اور استعارات سازی سے کام لیا ہے اور صنعتِ نعت کو نیا لب ولہجہ عطا کیا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

انھیں سے ملتی ہے خیرات ہم کو کرنوں کی

حیات ان کی اجالوں کا اک جریدہ ہے

ملی ہیں سبز مخمل کی قبائیں خشک پیڑوں کو

۔زمیں پر بارشِ جود وسخا کی آمد آمد ہے

طوافِ گنبدِ خضرا نگاہیں روز کرتی ہیں۔تمنا کے پرندِ بے نوا کا ہے وہی محور

دل کے کاغذ پہ رقم ہو گیا اسمِ احمدؐ۔ ہونٹ کی شاخ پہ مفہوم کے پیکر جاگے

دورِ جدید کا انسان حالات کی دھوپ کی تمازت سے پگھل رہا ہے۔ اس کی اذیت ناکی سے نجات پانے کا واحد ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا سائبان ہے۔ اس لیے سعیدؔ رحمانی کی نعتوں میں ''دھوپ'' کی علامت بار بار ابھری ہے' ہر بار نئے تیور لیے ہوئے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

غموں کی دھوپ میں ہونٹوں پہ ان کا نام آتے ہی
مرے رستے میں رحمت کے گھنے اشجار ہوتے ہیں

تمازت دھوپ کی تکلیف ہم کو دے نہیں سکتی
ہمیشہ ان کی رحمت کا ہمارے سر پہ سایہ ہے

ستم کی دھوپ میں آواز دی ہے ان کو جب میں نے
بنا ہے سائباں اپنا سحابِ رحمتِ عالم

اسی طرح موجودہ انسان طوفانِ بلا میں مبتلا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے حضورؐ کے سفینے کا سہارا لینا ضروری ہے۔ لہٰذا فرماتے ہیں۔

غموں کی موج میں گھر کر نبی کا نام لیتے ہی
سفینے کو قریبِ منزلِ مقصود پایا ہے

ہم کو سعیدؔ کوئی خطرہ نہیں بھنور سے
شاہِ عرب ہمارے کشتی کے ناخدا ہیں

اخیر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک سچا عاشقِ رسولؐ سرزمینِ مدینہ میں ہمیشہ پیوند خاک ہونا چاہتا ہے۔ اسی جذبہ کے تحت خواجہ شوق نے تمنا کی تھی ۔

تڑپ ہے دل میں اگر واقعی مدینے کی۔ حیات سے نہیں کم' موت بھی مدینے کی

اسی خیال کو سعید رحمانی نے اس طرح الفاظ کا پیراہن عطا کیا ہے۔

ملے گا جنت الفردوس کا نقشہ مدینے میں۔ وہاں گر موت بھی آئے تو اپنی زندگی ہوگی

خوشی کی بات ہے کہ اب ان کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ''دربارِ مصطفیٰ میں'' منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ امید کی جاسکتی ہے کہ اس میں بھی انھوں نے عقیدت کے خوشنما پھول کھلائے ہوں گے اور جن کی خوشبوؤں سے قاری کے ذہن ودل معطر ہوتے رہیں گے۔



ڈاکٹر سید مشیر عالم
سکریٹری اڑیشا اردو اکاڈمی۔ بھوبنیشور

سعید رحمانی کی نعتیہ شاعری عشقِ رسول کا آئینہ

عصرِ حاضر کے قلمکاروں میں سعید رحمانی کی شخصیت پوری اردو دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ ایک ہمہ جہت قلمکار کی مستحکم شناخت رکھتے ہیں۔شاعری کے علاوہ نقد و تحقیق اور صحافت کے میدان میں آپ کی تخلیقی شادابیاں اظہر من الشمس ہیں۔ایک کامیاب مترجم بھی ہیں۔اردو کے علاوہ انگریزی اور اڑیا زبانوں پر یکساں عبور حاصل ہے۔ان زبانوں کے شہ پاروں کو انھوں نے بڑی ہنرمندی سے اردو قالب عطا کیا ہے۔خصوصاً اڑیا اور انگریزی کے لاتعداد مضامین اور افسانے شایع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔

اسی طرح صحافت کے میدان میں بھی ان کی گرانقدر خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔انھوں نے صحافتی سفر کا آغاز ''اخبارِ اڑیسہ'' کے نام سے ایک ماہانہ اخبار سے کیا جس نے جلد ہی مقبولیت حاصل کر لی۔اس کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بعض اہلِ قلم حضرات نے اسے رسالے کی شکل دینے کا مشورہ دیا تو اب یہ ''ادبی محاذ'' کی صورت میں گزشتہ ۱۲ رسال سے پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور ہندوستان گیر سطح پر اسے پذیرائی حاصل ہے۔اڑیشا سے ماضی میں بہت سارے رسائل منظرِ عام پر آئے لیکن کچھ دنوں کی بہار دکھلا کر نظروں سے اوجھل ہو گیے۔ادبی رسائل میں صرف ''ادبی محاذ'' کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے لمبی عمر پائی ہے اور اور اپنے ارتقائی سفر پر رواں دواں ہے۔سب سے بڑی بات پابندیٔ وقت کے ساتھ اس کی اشاعت ہے جس کے تسلسل میں اب تک کوئی رخنہ نہیں پڑا ہے۔

سعید رحمانی صاحب کا ادبی سفر اگر چہ ۱۹۵۴ء سے جاری ہے مگر چھ دہائیوں پر محیط اس طویل سفر کے دوران ان کے صرف دو ہی مجموعے منظرِ عام پر آسکے ہیں۔غزلوں اور نعتوں پر مشتمل ان کا پہلا مجموعہ ''روشن عبارت'' ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا تھا اور صرف نعتوں پر مشتمل دوسرا مجموعہ ''رحمتوں کا سائباں''

کی اشاعت ۲۰۰۱ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے طویل خاموشی رہی ہے حالانکہ ان کے پاس نثری اور شعری تخلیقات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ عدم اشاعت کی غالب وجہ ان کی مالی دشواریاں ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ اب وہ اپنا دوسرا نعتیہ مجموعہ ''دربارِ مصطفےٰ میں'' لے کر سامنے آرہے ہیں۔ امید ہے کہ اہلِ ذوق حضرات ان کی مرصع نعتوں سے ضرور مستفید ہوں گے۔ اس میں شامل ان کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں جہاں ان کے جذبۂ عبودیت اور عشقِ رسول کی سرشاریاں ہیں وہیں ان کی شعری بصیرت بھی مترشح ہے۔ جدید لہجے میں ان کے عقیدت مندانہ اشعار معنوی گہرائی کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بلا کی تاثر پذیری بھی رکھتے ہیں۔ خصوصی طور پر جن اشعار نے مجھے بے حد متاثر کیا ان میں سے چند کا حوالہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ہے بادباں پہ لکھا کلمۂ رسول اللہ
مرے سفینے کو طوفاں سلام کرتے ہیں

سجی ہیں ہونٹ کے ساحل پہ قندیلیں درودوں کی
مرے دل کے ورق پر جب سے ان کا نام روشن ہے

نعتِ سرکارِ دو عالم کے حوالے سے سعیدؔ
میرے ہر لفظ میں روشن ہے عقیدت کا چراغ

نبی کی ذات تمازت کے خشک صحرا میں
ہماری پیاس کی تکمیل کا سمندر ہے

خیر مقدم کے لیے ان کے سرِ راہگزر
خود ہوا آ کے چراغوں کو جلا دیتی ہے

میں نے دیکھا ہے یہی شاخِ غزل پر اکثر
نعت کے پھول مری سوچ کھلا دیتی ہے

دل تو چاہتا ہے کہ اور بھی اشعار کا حوالہ دوں مگر ان سے صرفِ نظر کرتے ہوئے یہی کہنا چاہوں گا کہ خوبصورت استعارات وعلائم کے استعمال نے ان اشعار کی جمالیات میں جہاں اضافہ کیا ہے وہیں ان میں تہداری کے ساتھ ساتھ شگفتگی اور ندرتِ بیان کا احساس بھی ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر سعید رحمانی صاحب کی نعتیہ شاعری از دل خیزد بر دل ریزد کی بہترین مثال پیش کرتی ہے۔ اس لیے امید ہے کہ اہلِ ذوق حضرات خوشدلی سے اس کا استقبال کریں گے۔



حمدِ باری تعالیٰ

حمد کی راہ میں چلنے کا ہنر دیتا ہے
میرے ہر لفظ کو وہ آبِ گہر دیتا ہے

رات کی گہری سیاہی کو مٹانے کے لیے
دن کے چہرے کو وہی نورِ سحر دیتا

زرد موسم کو وہی کر کے مسلط ہم پر
آمدِ فصلِ بہاراں کی خبر دیتا ہے

گر طلب اپنی ہو بے لوث تو سچ ہے یہ بھی
لب پہ آیے جو دعا اس کو اثر دیتا ہے

خالی آنکھوں سے اسے دیکھنا ممکن ہی نہیں
دیکھنے کے لیے باطن کی نظر دیتا ہے

پیڑ کوشش کے لگاتا ہوں اگر اپنی سعیدؔ
میرا مولا مجھے محنت کا ثمر دیتا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

زمین اس کی ہے یہ آسماں اسی کا ہے
ستم کی دھوپ میں یہ سائباں اسی کا ہے
نظر وہ آتا ہے مجھ کو ہر اک نظارے میں
ہر ایک ذرّہ میں روشن نشاں اسی کا ہے
اسی کی یاد کے پرتو سے زندگی روشن
یہ میرا دل بھی تو گویا مکاں اسی کا ہے
جمال اس کا ہے پنہاں ہر ایک ذرّہ میں
حسین جلوہ کراں تا کراں اسی کا ہے
نماز پڑھ کے میں تعمیل اس کی کرتا ہوں
فضا میں گونجتا حکمِ اذاں اسی کا ہے
ملے گا مجھ کو بھی ساحل مری امیدوں کا
مرے سفینے میں یہ بادباں اسی کا ہے
اجالا ملتا ہے ہم کو ہدایتوں کا بسعید
کلامِ پاک میں روشن بیاں اسی کا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

ریگِ صحرا کو تو گلزار بنا دیتا ہے
خشک پیڑوں کو بھی پھلدار بنا دیتا ہے

نام لے کر ترا کرتا ہے جو آغازِ سفر
اس کی راہوں کو تو ہموار بنا دیتا ہے

حوصلہ جن میں نہیں ان کے لئے تو اکثر
رہِ آساں کو بھی دشوار بنا دیتا ہے

علم والے اگر ہو جائیں عمل سے خالی
پھر تو نااہل کو سردار بنا دیتا ہے

کشتیاں سب کی کناروں پہ پہنچ جاتی ہیں
تند موجوں کو تو پتوار بنا دیتا ہے

سر جھکاتا ہے ترے سامنے جو بھی مولیٰ
اس کو تو صاحبِ کردار بنا دیتا ہے

کبھی درویش کو دیتا ہے شہنشاہی بھی
اور تونگر کو بھی نادار بنا دیتا ہے

تری توصیف میں کہتا ہے جو اشعار سعید
اس کے ہر لفظ کو شہکار بنا دیتا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

وصف کیا ہو سکے مجھ سے مرے مولیٰ تیرا
فہمِ انساں سے بہت بالا ہے رتبہ تیرا

آنکھ والے تری صورت کو ترستے ہیں مگر
بند آنکھوں سے نظر آتا ہے جلوہ تیرا

جن و انساں ہی فقط تیرے پرستار نہیں
ذرّہ ذرّہ بھی پڑھا کرتا ہے کلمہ تیرا

روشنی حشر تلک دیتا رہے گا سب کو
مشعلِ رشد و ہدایت ہے صحیفہ تیرا

جس پہ چل کر مرے ہاتھ آئی ہے دیں کی دولت
چھوڑ سکتا نہیں ہرگز میں وہ رستہ تیرا

میں ترے نام کی جپتا رہوں مالا ہردم
ہر گھڑی میری زباں پر ہو وظیفہ تیرا

بھیک رحمت کی طلب کرتا ہے تجھ سے یہ سعید
اپنے عصیاں پہ پشیماں ہے یہ بندہ تیرا

حمدِ باری تعالیٰ

بڑائی جس کو بھی چاہے خدا ہی دیتا ہے
کلامِ پاک بھی اس کی گواہی دیتا ہے
وہ چھین لیتا ہے شاہوں سے تخت و تاج کبھی
فقیر کو بھی وہی بادشاہی دیتا ہے
وہ آفتاب بناتا ہے ایک ذرّے کو
وہ جب بھی چاہے اسے روسیاہی دیتا ہے
ہمیشہ کرتا ہے مظلوم پر وہ اپنا کرم
جو ظلم ڈھاتے ہیں ان کو تباہی دیتا ہے
اسی سے ملتی ہے تاروں کی روشنی ہم کو
وہ گرچہ رات کو گہری سیاہی دیتا ہے
وہی تو رکھتا ہے غیروں میں سر بلند مجھے
مری انا کو وہی کج کلاہی دیتا ہے
اسی سے پاتے ہیں ہم گوشہ عافیت کا سعید
کبھی جو وقت ہمیں بے پناہی دیتا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

بہار کیا ہے مہکتا پیام اس کا ہے
یہ صبح اس کی ہے یہ وقتِ شام اس کا ہے
وہ دور ہو کے بھی نزدیک تر ہے شہ رگ سے
ہمارے قریۂ جاں میں قیام اس کا ہے
اسی کے زیرِ نگیں ہیں تمام ارض و سما
ہر اک مقام پہ جاری نظام اس کا ہے
ہر ایک لفظ میں اس کے ہے درسِ لافانی
علاجِ درد کا نسخہ کلام اس کا ہے
بلندیوں کو بھلا کون چھو سکے اس کی
بشر کی سوچ سے اونچا مقام اس کا ہے
ہر ایک لفظ ہے روشن کتابِ دل کا سعید
ورق ورق پہ درخشندہ نام اس کا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

دکھ کے موسم میں بھی جینے کا ہنر دیتا ہے
خشک پیڑوں کو وہ چاہے تو ثمر دیتا ہے
پہلے دیتا ہے ہمیں دھوپ کے صحرا کا سفر
پھر گھنی چھاؤں کا شاداب شجر دیتا ہے
شب کے آنچل کو ستاروں سے سجاتا ہے وہی
دن کی پیشانی کو وہ نورِ سحر دیتا ہے
ڈھونڈ لیتا ہوں اندھیرے میں بھی چل کر منزل
مجھ کو جب میرا خدا اذنِ سفر دیتا ہے
مانگی جاتی ہیں دعائیں جو بصد عجز و نیاز
ان کے ہر لفظ کو بیشک وہ اثر دیتا ہے
جس پہ چل کر ہی سنور جاتی ہے قسمت اپنی
وہ صداقت کی ہمیں راہ گزر دیتا ہے
پیڑ کوشش کے لگاتا ہوں تو میرا مولیٰ
کامیابی کا اسے میٹھا ثمر دیتا ہے
ہاتھ پھیلاتا ہوں جب اس کی حضوری میں سعید
میرے کاسے کو مرادوں کے گہر دیتاہے

حمدِ باری تعالیٰ

لفظِ ''کُن'' کہہ کے ہر اک شے کو بنایا تو نے
اپنا اعجاز زمانے کو دکھایا تو نے
دن کے آنگن میں اگایا یہ چمکتا سورج
شب کے آنچل کو ستاروں سے سجایا تو نے
دے کے محبوب کے ہاتھوں میں ہدایت کی کتاب
آدمی سے ہمیں انسان بنایا تو نے
یاس کی تیرہ شبی ہوگئی طاری جب بھی
دل میں امید کی شمعوں کو جلایا تو نے
جب کڑی دھوپ ستانے لگی رستے میں ہمیں
اپنی رحمت کا وہاں کردیا سایہ تو نے
شکر کرتا ہے ادا تیرے کرم کا یہ سعید
اس کی سوئی ہوئی قسمت کو جگایا تو نے

حمد باری تعالیٰ

کڑی ہو دھوپ تو سایہ وہ ڈال دیتا ہے
غضب کی ٹھنڈ میں رحمت کی شال دیتا ہے
الم کے نرغے سے مجھ کو نکال دیتا ہے
وہ میرے سر سے بلاؤں کو ٹال دیتا ہے
ثنا جو کرتا ہوں اس کی میں اپنے شعروں میں
وہ میرے لفظوں کو حسن و جمال دیتا ہے
سیاہی رات کی ڈستی ہے تو مرا مولیٰ
اگا کے چاند زمیں کو اجال دیتا ہے
ہمارے صبر کا لیتا ہے امتحاں جب وہ
ہمیشہ کوئی نہ کوئی سوال دیتا ہے
عروج دے کے بٹھاتا ہے آسماں پہ جسے
زمیں پہ لاکے اسے پھر زوال دیتا ہے
کرم کا اس کے کروں شکریہ ادا کیسے
مدد وہ مجھ کو مرے حسبِ حال دیتا ہے
بلائیں کرتی ہیں یلغار جب سعید آکر
مجھے وہ اپنے تحفظ کی ڈھال دیتا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

سانسوں میں حمد تیری تحلیل کر رہا ہوں
تیرے کلام کی میں ترتیل کر رہا ہوں

کر کے خطا سے توبہ اے ربِ دو جہاں میں
خود کو نئے سرے سے تشکیل کر رہا ہوں

دل میں چراغ تیری یادوں کا میں جلا کر
پرنور اپنا قصر تخئیل کر رہا ہوں

ہے شخصیت ادھوری اب تک مرے خدایا
قرآن پڑھ کے اس کی تکمیل کر رہا ہوں

نیکی کے راستے پر چل کر ہمیشہ میں بھی
تیری ہدایتوں کی تعمیل کر رہا ہوں

تیری ثنا سے اپنے لفظوں کو میں سجا کر
جذبِ دروں کی اپنی ترسیل کر رہا ہوں

تیرے حضور اپنا دستِ طلب بڑھا کر
پُر اپنی آرزو کی زنبیل کر رہا ہوں

محبوب تر ہے ان کو بندے کی خاکساری
خود کو سعیدؔ اس کی تمثیل کر رہا ہوں

حمدِ باری تعالیٰ

تو جو چاہے تو ہر اک بگڑی بنا دیتا ہے
درد دیتا ہے تو پھر اس کی دوا دیتا ہے
رات کی مانگ کو تاروں سے سجا دیتا ہے
دن کے آنگن میں تو سورج کو اگا دیتا ہے
تو صلہ دیتا ہے نیکی کا ہمیشہ یارب
اور خطاکاروں کو بھی سخت سزا دیتا ہے
ذائقہ دیتا ہے تو پھل کو تو پھولوں کو مہک
چاند کو چاندنی 'تاروں کو ضیاء دیتا ہے
تیری مرضی سے ابل جاتا ہے چشمہ پل میں
ریگِ صحرا کی تو پیاس بجھا دیتا ہے
تو سنا کرتا ہے فریاد ہر اک بندے کی
لفظِ اخلاص کو تاثیرِ دعا دیتا ہے
چشمِ باطن سے اگر دیکھنا چاہے جو سعید
ایک ذرّے میں بھی تو جلوہ دکھا دیتا ہے

حمدِ باری تعالیٰ

کبھی زیادہ، کبھی وہ قلیل دیتا ہے
ہمارے جینے کی کچھ تو سبیل دیتا ہے
ہمارے صبر کی ہوتی ہے آزمائش یوں
وہ مشکلات کا رستہ طویل دیتا ہے
بھٹکنے والے بھی پاتے ہیں منزلیں اپنی
چمکتے تاروں کا وہ سنگِ میل دیتا ہے
غموں کی بھیڑ میں ہوتی نہیں پریشانی
مرا خدا مجھے صبرِ جمیل دیتا ہے
حساب لے گا وہ سختی سے پھر قیامت میں
گنہگاروں کو وہ یوں ہی ڈھیل دیتا ہے
جو بیج بوتے ہیں نفرت کا اس جہاں میں سعید
وہ ایسے لوگوں کو فکرِ علیل دیتا ہے

مناجات

مرے ہر لفظ کو وجدان کا انمول جوہر دے
جبینِ شعر کو مفہوم کا خوش رنگ جھومر دے
ہماری زندگی ہے درد کا تاریک آئینہ
مسرت بخش لمحوں کا اسے عکسِ منور دے
مسلسل حادثوں کی دھوپ میں زندہ رہوں کب تک
مرے سر پر تحفظ کے گھنے سائے کی چادر دے
یہ تیرے بس میں ہے مجھ کو گرادے سب کی نظروں سے
اگر چاہے شرف دے کر جہاں میں معتبر کر دے
کرم کی ایک ہلکی بوند ہی درکار ہے مجھ کو
کہاں میں چاہتا ہوں تو مجھے پورا سمندر دے
سعیدؔ اپنی تھکن کو اوڑھ کے سو جائے گا پھر بھی
تو فرشِ خاک پر اس کو فقط سبزے کی چادر دے

مناجات

میرے خدا مجھے نہ وہ مال و منال دے
جو کچھ بھی مجھ کو دینا ہے وہ حسبِ حال دے
ہم کو ہدف ستم کا بنانے لگے ہیں غیر
یارب تو ان کے جور کو یومِ زوال دے
طوفاں مچل رہے ہیں سفینے کے آس پاس
تو اس کو مشکلوں کے بھنور سے نکال دے
اب تک اذیتوں میں گزاری ہے زندگی
راحت کے پرسکون ہمیں ماہ و سال دے
حمد و ثنا میں لکھتا رہوں تیری شان میں
میرے ہر ایک لفظ کو حسنِ کمال دے
دامن پسارے آیا ہے در پر ترے سعید
تو گوہرِ مراد کو جھولی میں ڈال دے

مناجات

محبتوں سے ہراک دل کو آشنا کردے
مٹا کے دوریاں قربت کا راستہ کردے
ہے زرد زرد مری شاخِ زندگی یارب
کرم سے اپنے اسے تو ہرا بھرا کردے
یہ تیرے بندے سبھی ہو گئے ہیں پتھر کے
الٰہی ان کے دلوں کو تو آئینہ کردے
میں مشکلوں کے سمندر کو پار کرجاؤں
بلا کی موج کو کشتی کا ناخدا کردے
پشیماں رہتا ہوں اپنے گناہوں پہ بے حد
معاف اپنے کرم سے مری خطا کردے
سکوں سے گزریں مری زندگی کے باقی دن
مری ضعیفی کا بچوں کو تو عصا کردے
ترے سعید کو دیدار ہو مدینے کا
تو اس کے دل کا جو پورا یہ مدعا کردے

ام الکتاب

ثانی ہے جس کا کوئی نہ کوئی جواب ہے
دنیا میں بے مثال وہ ام الکتاب ہے

چاہیں تو زندگی کو اسی سے سنوار لیں
ہر لفظ اس میں ہدایت کا باب ہے

ملتی ہے اس سے علم و بصیرت کی روشنی
اس کی فضیلتوں کی نہ حد بے حساب ہے

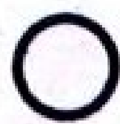
دنیا کے مسئلوں کا ہے اس میں ہر ایک حل
سب کے سوال کا بھی اسی میں جواب ہے

آنسو غریب لوگوں کے تم پونچھتے رہو
قرآں کی روشنی میں یہ کارِ ثواب ہے

دیتا رہے گا اپنی مہک روزِ حشر تک
اسلام کے چمن کا یہ ایسا گلاب ہے

ایمان کی اساس ہے قرآن ہی سعید
جو اس کو بھول جائے وہ خانہ خراب ہے

نعتیہ کلام



اک نور کا سماں ہے دربارِ مصطفےٰ میں
رحمت کی کہکشاں ہے دربارِ مصطفےٰ میں

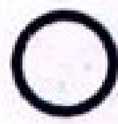
اللہ کے کرم کا وہ بیکراں سمندر
شام و سحر رواں ہے دربارِ مصطفےٰ میں

جس کے قریب آکر ہے شہرِ جاں معطر
جنت کا گلستاں ہے دربارِ مصطفےٰ میں

دونوں جہاں کی دولت پاتے ہیں لوگ آکر
تقدیر مہرباں ہے دربارِ مصطفےٰ میں

آنسو سنا رہے ہیں قصہ غموں کا لیکن
خاموش ہر زباں ہے دربارِ مصطفےٰ میں

مرکوز ہیں نگاہیں سب کی سعیدؔ اس پر
امید کا جہاں ہے دربارِ مصطفےٰ میں



سب اہلِ دل جنھیں خیر الانام کہتے ہیں
انھیں کو دونوں جہاں کا امام کہتے ہیں

حیات ان کی ہے تفسیر حرفِ قرآں کی
سخن کو ان کے خدا کلام کہتے ہیں

ہے بادباں پہ لکھا کلمۂ رسول اللہ
مرے سفینے کو طوفاں سلام کہتے ہیں

اسی کی دید مری زندگی کا مقصد ہے
کہ جس دیار میں رحمت ہے عام کہتے ہیں

سجا کے ہونٹوں پہ اپنے درود کی کلیاں
سلام آپ کو ہم سب غلام کہتے ہیں

سعیدؔ آتی ہے جو موت شہرِ طیبہ میں
اسی کو ہم تو حیاتِ دوام کہتے ہیں



مثلِ قرآن نظر آتا ہے چہرہ ان کا
جس کی تفسیر ہے پاکیزہ سراپا ان کا

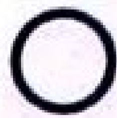
نام ہے ان کا مرے دل کے صحیفے میں رقم
نقش ہے آنکھ کی پتلی میں مدینہ ان کا

دشتِ شب میں بھی نظر آتی ہے منزل مجھ کو
روشنی دیتا ہے ہر نقشِ کفِ پا ان کا

لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نہ تھا سایہ کوئی
میں یہ کہتا ہوں کہ مجھ پہ رہا سایہ ان کا

اس کی تاثیر سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں
یوں ہمہ گیر بھی ہوتا ہے سندیسہ ان کا

ٹھوکریں کھاتا ہے ہر ایک قدم پر وہ سعیدؔ
جو بھی چلتا ہے یہاں چھوڑ کے رستہ ان کا



نگاہوں میں اگر طیبہ کے نظارے چمکتے ہیں
تو ان کے روضۂ اطہر کے مینارے چمکتے ہیں

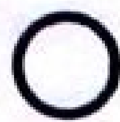
جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے تھے جو صدیوں سے
نکل کر ریگِ صحرا سے وہ بنجارے چمکتے ہیں

جو خوشبو پیار کی تقسیم کرتے تھے زمانے کو
انھیں کی رحمتوں کے ہر طرف دھارے چمکتے ہیں

لکھا کرتا ہوں ان کا نام جب بھی میں عقیدت سے
اسی کی روشنی میں دل کے سیپارے چمکتے ہیں

انھیں کے ذکر سے روشن مرے ہونٹوں کی محرابیں
انھیں کی یاد سے سوچوں کے گلیارے چمکتے ہیں

جو ذرّے تھے سعیدؔ ان کے قدم کا لمس پاتے ہی
بلندی کے فلک پر بن کے وہ تارے چمکتے ہیں



گلشنِ فردوس کی مہکی ہوا طیبہ میں ہے
نور و نکہت کی بڑی دل کش فضا طیبہ میں ہے

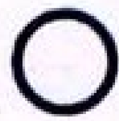
ذہن و دل کو روشنی ملتی ہے جس کے فیض سے
موسمِ انوار کی آب و ہوا طیبہ میں ہے

میں نے پوچھا زخمِ دل کا ہے مداوا کس جگہ
میرے کانوں میں تبھی آئی صدا طیبہ میں ہے

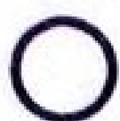
چلچلاتی دھوپ سے بچنا ہے تو آؤ چلیں
رحمتوں کی ہر طرف چھائی گھٹا طیبہ میں ہے

جو برائی کے اندھیروں سے بچاتا ہے ہمیں
نیکیوں کے نور کا وہ راستہ طیبہ میں ہے

جس کی چوکھٹ پر مرادیں سب کو ملتی ہیں سعیدؔ
وہ حبیبِ کبریا صلِّ علیٰ طیبہ میں ہے



وہ حسن ایسا کہ جس کی کوئی مثال نہیں
''حضور جیسا کوئی صاحبِ جمال نہیں''
وہ سیرِ عرشِ بریں ایک پل میں کر آئے
تمہارا چاند پہ جانا کوئی کمال نہیں
جو آفتابِ رسالت ہوا ہے جلوہ فگن
اسے تا روزِ قیامت کوئی زوال نہیں
خیال ہے کہ مدینے کو دیکھ لوں چل کر
اور اس خیال سے بہتر کوئی خیال نہیں
حضورآپ کا نقشِ قدم ہے آنکھوں میں
مرے بھٹکنے کا اس واسطے سوال نہیں
کرم کی ایک نظر سے نواز دیں آقا
کٹھور وقت ابھی ہم پہ حسبِ حال نہیں
میں ان کی راہوں کا ادنیٰ سا اک مسافر ہوں
چبھیں جو پاؤں میں کانٹے تو کچھ ملال نہیں
ہوں اپنے عجزِ بیاں پر بہت ہی شرمندہ
لکھوں میں نعتِ نبی مجھ میں یہ مجال نہیں
سعیدؔ ان کا کرم ہے کہ تنگدستی میں
غنی ہے دل مرا دنیا کا گرچہ مال نہیں



ہم پہ جس دم ان کی رحمت کے اشارے ہو گئے
مشکلوں میں زندگانی کے سہارے ہو گئے

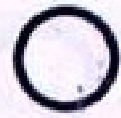
جب ہوا روشن زمانے میں ہدایت کا چراغ
نورِ ایماں سے منور دل ہمارے ہو گئے

رہ گزارِ زندگی میں ثبت ان کے نقشِ پا
ساری دنیا کے لئے روشن منارے ہو گئے

آپ کے لمسِ قدم کا یہ بھی اک اعجاز ہے
ذرّے ذرّے اس زمیں کے چاند تارے ہو گئے

جب دیارِ حسن ان کا ہو گیا پیشِ نظر
ہم کو دنیا ہی میں جنت کے نظارے ہو گئے

آ گیا جب نام ان کا میرے ہونٹوں پر سعیدؔ
میری کشتی کے لئے طوفاں کنارے ہو گئے



نعتِ نبی کو اپنا سلیقہ بنا لیا
لفظوں کو اس طرح تر وتازہ بنا لیا

قندیلِ نعت میں نے جلا کر درونِ لفظ
سینے کو اپنے نور کا ہالہ بنا لیا

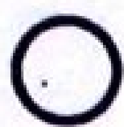
ہے باعثِ نجات ثنائے حبیبِ رب
اپنے سخن کا اس کو حوالہ بنا لیا

سوچوں کے بادبان پہ لکھ کر نبی کا نام
میں نے بھنور کو اپنا سفینہ بنا لیا

شاخِ غزل میں پھول ثنا کے جو کھل اٹھے
بخشش کے واسطے انھیں زینہ بنا لیا

روشن ہوئے لبوں پہ درودوں کے جب چراغ
میری دعا نے عرش کا رستہ بنا لیا

چوکھٹ پہ ان کی جا نہ سکا میں سعید جب
خود اپنے دل کو شہرِ مدینہ بنا لیا



رسالت کے فلک پر نیرِ اسلام روشن ہے
اسی سے زندگی کی صبح روشن، شام روشن ہے

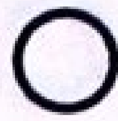
صحیفہ آپ جو لائے ہدایت کے لیئے آقا!
ہمارے طاقِ جاں میں صورتِ انعام روشن ہے

ہمیں بخشا ہے جو عرفانِ حق، اس کے وسیلے سے
بصیرت کا دریچہ ہے منور، بام روشن ہے

سجی ہیں ہونٹ کے ساحل پہ قندیلیں درودوں کی
مرے دل کے ورق پر جب سے ان کا نام روشن ہے

جو ان کا نقشِ پا ہے ثبت عالم کے جریدے پر
مری منزل کی راہوں میں وہی ہر گام روشن ہے

ہوئی تھی ابتدا جس کی حرا سے اے سعیدؔ اک دن
جہاں میں حشر تک وہ آخری پیغام روشن ہے



سرکارِ دو عالم کے دیوانے ہزاروں ہیں
اس شمعِ رسالت کے پروانے ہزاروں ہیں

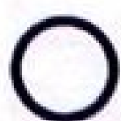
چلتے ہیں سلیقے سے جو راہِ محمد میں
ان کے لئے جنت میں نذرانے ہزاروں ہیں

در چھوڑ نہیں سکتا میں ساقیٔ کوثر کا
دنیا میں تو ہر جانب میخانے ہزاروں ہیں

آقا کی عنایت سے پہنچوں گا سرِ منزل
راہوں میں مری خطرے انجانے ہزاروں ہیں

ہے لاکھ گنا بہتر دیوانہ محمدؐ کا
یوں گرچہ زمانے میں فرزانے ہزاروں ہیں

رحمت سے سعیدؔ اپنی وہ مجھ کو نوازیں گے
ہاں میری خطاؤں کے افسانے ہزاروں ہیں



بفضلِ رب اگر نعتِ نبی تحریر ہوتی ہے
تو لفظوں کی جبیں پر حسن کی تنویر ہوتی ہے

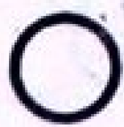
سجاتا ہوں اگر پلکوں پہ میں طیبہ کے خوابوں کو
بہت ہی دلنشیں ان کی ہراک تعبیر ہوتی ہے

سحر و شام ان کے نام کا میں ورد کرتا ہوں
مرے جذبِ دروں کی پے بہ پے تطہیر ہوتی ہے

خیالوں میں چمکتے ہیں جو ان کی یاد کے جگنو
مجھے حاصل اجالوں کی نئی جاگیر ہوتی ہے

ارادہ باندھتا ہوں جب مدینے کی مسافت کا
یہ میری تنگدستی پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے

درودِ پاک پڑھ کر مانگ لو اپنے خدا سے تم
سعید ایسی دعاؤں میں بڑی تاثیر ہوتی ہے



درِ حبیب پہ جو خوش نصیب آتے ہیں
وہ اپنے من کی مرادوں کی بھیک پاتے ہیں

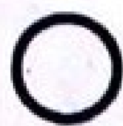
تمنا دل میں جو طیبہ کی سر اٹھاتی ہے
ستارے اشکوں کے پلکوں پہ جھلملاتے ہیں

چراغ میں جو سجاتا ہوں ان کی راہوں میں
بڑے ہی شوق سے طوفاں انھیں جلاتے ہیں

نواحِ دل میں کھلا پھول ان کی یادوں کا
مری حیات کے گوشے مہکتے جاتے ہیں

میں گمرہی کے اندھیروں میں جب بھٹکتا ہوں
انھیں کے نقشِ قدم راستہ دکھاتے ہیں

انھیں کے نور کا یہ بھی تو معجزہ ہے سعیدؔ
اندھیرے لمحے مقدر کے جگمگاتے ہیں



آپ لائے تھے زمانے میں ہدایت کا چراغ
اس سے روشن ہوا ہر دل میں عبادت کا چراغ

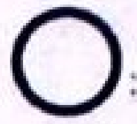
ماند پڑتے گئے سب جھوٹے خداؤں کے دیئے
سرورِ دیں نے جو روشن کیا وحدت کا چراغ

کفر کی تیرگی چھٹنے لگی تا حدِ نظر
جل اٹھا دنیا میں جس وقت رسالت کا چراغ

سرد ہوجاتے ہیں جذباتِ عداوت پل میں
روشنی دیتا ہے جب ان کی محبت کا چراغ

بد گمانی کے اندھیروں میں بھٹکتا ہوں اگر
راہ دکھلاتا ہے پھر ان کی قیادت کا چراغ

نعتِ سرکارِ دوعالم کے حوالے سے سعیدؔ
میرے ہر لفظ میں روشن ہے عقیدت کا چراغ



نام سے ان کے مرے دل کا نگر ہے روشن
شام روشن ہے مری اور سحر ہے روشن

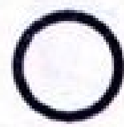
ذہن کے سارے دریچے ہیں منور جن سے
ان کی باتوں کا ہراک لفظِ ہنر ہے روشن

چہرۂ شاہِ دوعالم سے اجالا لے کر
جگمگاتا ہوا سورج ہے، قمر ہے روشن

رہبری کرتا ہے اس نقشِ کفِ پا کا چراغ
اس سے ہرآن مری راہگزر ہے روشن

حاضری دوں گا میں اک روز درِ آقا پر
میری آنکھوں میں مدینے کا سفر ہے روشن

ذکرِ سرکارِدوعالم کے حوالے سے سعید
میرے آنگن میں اجالاؔ مرا گھر ہے روشن



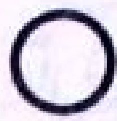
میرے دل کی ہے یہی آرزو، میرے دل کا ہے یہی مدعا
میں جو سانس لوں کبھی آخری رہے سامنے درِ مصطفےٰ

میرا رب ہی جانے کہ تم ہو کیا، نہیں تم سا کوئی بھی دوسرا
یہ بھی سچ کہ تم ہو نہیں خدا مگر اس سے بھی تو نہیں جدا

یہ اسی کے لمس کا ہے اثر کہ مہک رہا ہے نواحِ جاں
کبھی ان کے شہرِ جمال سے مری سمت آئی تھی جو صبا

مجھے مال وزر کی نہیں ہوس، نہ غرض ہے کوئی جہان سے
میں گدائے سرورِ دین ہوں، مجھے ان کے در سے ہے واسطہ

میں کروں ثنائے حبیب کیا، نہیں تاب اتنی زبان میں
اے سعید اپنی یہ شاعری، مرے جذبِ دل کا ہے آئینہ



حریمِ دل کو یادِ مصطفےٰ سے جو سجائے گا
مقدر کی سیہ راتوں کو وہ روشن بنائے گا

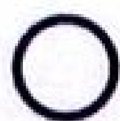
رہِ دشوار بھی آئے تو کوئی غم نہیں مجھ کو
ہر اک نقشِ قدم ان کا مجھے رستہ دکھائے گا

نگاہِ لطف ہو امت پہ اپنی اے شہِ بطحا
صلیبِ درد کاندھوں پر کوئی کب تک اٹھائے گا

حبیبِ کبریا کا نام ہو شام و سحر لب پر
درودوں کا وظیفہ روزِ محشر کام آئے گا

بلا کی دھوپ میں روزِ قیامت ساری امت کو
نبی کا دامنِ رحمت تمازت سے بچائے گا

مری بے مائیگی روکے ہوئے تھی اے سعیدؔ اب تک
مرا شوقِ جنوں مجھ کو مدینے لے کے جائے گا



مدینہ آگیا جب یاوری کی اپنی قسمت نے
سفر کا حوصلہ بخشا ہے آقا کی محبت نے

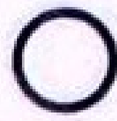
خطا کا بوجھ لے کر ہم خدا کے پاس کیا جاتے
ہماری لاج رکھ لی حشر میں ان کی شفاعت نے

جو ان کے دشمنِ جاں تھے، رفیقِ جاں ہوئے پل میں
بدل ڈالی ہے ان کی زندگی چشمِ عنایت نے

ستم کی دھوپ میں آواز دی ہے میں نے جب ان کو
کیا ہے میرے سر پہ سائباں دامانِ رحمت نے

شکستہ بال و پر میرے کہاں تک ساتھ دے پاتے
''بڑے دربار میں پہنچایا مجھ کو میری قسمت نے''

سعیدؔ اپنے سخن میں ہے ثنائے مصطفیٰ شامل
مجھے یہ راہ دکھلائی مرے جذبِ عقیدت نے



وہ رحمتوں کی گھٹا خوشبوؤں کا پیکر ہے
اسی کے نام سے دل کی فضا معطر ہے

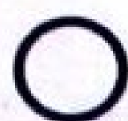
مہک رہے ہیں اجالوں سے بام و درِ دل کے
دیارِ خلد کا آنکھوں میں جب سے منظر ہے

فروزاں ہیں درِ اقدس پہ آگہی کے چراغ
زمیں سے عرش تلک روشنی کی چادر ہے

نبی کی ذات تمازت کے خشک صحرا میں
ہماری پیاس کی تکمیل کا سمندر ہے

ملے گی مجھ کو شفاعت امید رکھتا ہوں
مدد کے واسطے اپنا شفیعِ محشر ہے

مرے سخن میں ہے توصیفِ مصطفیٰ جو سعیدؔ
ہر ایک لفظ مرے شعر کا منور ہے



بندوں کو اپنے رب سے ملایا رسول نے
سجدوں کا ذوق دل میں جگایا رسول نے

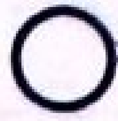
پتھر تھے جن کے ہاتھوں میں وہ پھول بن گئے
سیرت کا آئینہ جو دکھایا رسول نے

ایماں کا نور سارے جہاں میں بکھیر کر
ذرّے کو آفتاب بنایا رسول نے

صدیوں کی دشمنی کے اندھیروں کے درمیاں
دل میں چراغِ عشق جلایا رسول نے

بوجہل کی زباں پہ رہی خامشی مگر
کنکر سے صاف کلمہ پڑھایا رسول نے

پھیلی ہوئی ہے آج بھی اس کی مہک سعید
اخلاص کا جو پھول کھلایا رسول نے



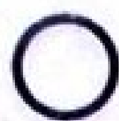
محمد مصطفیٰؐ تشریف لائے آئینہ بن کر
اجالا دو جہاں میں کر دیا نورِ خدا بن کرا

ہماری ڈوبتی کشتی کو ساحل کی بشارت دی
بچایا آپ نے طوفاں سے ہم کو ناخدا بن کر

ہمارے قلب کو روشن بنایا نورِ ایماں سے
ہمیں منزل دکھائی دو جہاں کے رہنما بن کر

کریں گے وہ شفاعت ہم گنہگاروں کی محشر میں
سراپا فیض بن کر، پیکرِ جود و سخا بن کر

شفا پائی ہے دنیا نے سعیدؔ ان کے وسیلے سے
علاجِ دردِ دل کرتے رہے ہیں وہ دوا بن کر



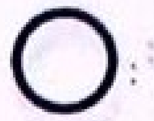
جب ہمیں طیبہ کے آثار نظر آتے ہیں
خار اس راہ کے گلزار نظر آتے ہیں

جب ابھرتا ہے تصور میں مدینے کا جمال
سامنے گنبد و مینار نظر آتے ہیں

سر جھکائے ہوئے ٹھہری ہے فرشتوں کی قطار
عرش پر سیدِ ابرار نظر آتے ہیں

ان کے دربار میں ادنیٰ ہے نہ اعلیٰ کوئی
سب کے حامی مرے سرکار نظر آتے ہیں

چشمِ رحمت سے نوازیں گے وہی مجھ کو سعیدؔ
مرحلے جینے کے دشوار نظر آتے ہیں



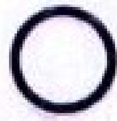
پیغمبروں میں چاند کی صورت رسول ہیں
یا گلشنِ حیات کا خوش رنگ پھول ہیں

جن کی چمک دمک سے منور ہے زندگی
روشن مرے نبی کے وہ زرّیں اصول ہیں

پہنچادے مجھ کو جو بھی دیارِ حبیب تک
اس راہ کی صعوبتیں دل سے قبول ہیں

خاکِ درِ حبیب تو سرمہ ہے آنکھ کا
اس شہرِ دلنواز کے کانٹے بھی پھول ہیں

جو ہیں غلامِ سرورِ کونین اے سعیدؔ
شاہانِ وقت ان کے ہی قدموں کی دھول ہیں



جانتا ہوں ہند سے شہرِ مدینہ دور ہے
راہ میں کانٹے ملیں تو بھی سفر منظور ہے

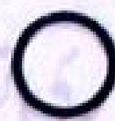
روشنی کا اک دیارِ حسن ہے شہرِ نبی
ذرّہ ذرّہ بھی وہاں کا جلوہ گاہِ طور ہے

عرشِ اعظم پر ابھی تشریف لائیں گے حضور
ہر فرشتے کی زباں پر آپ کا مذکور ہے

دشمنوں پر بھی عنایت کی نظر ہے آپ کی
درگزر سے کام لینا آپ کا دستور ہے

جو ہدایت کا صحیفہ آپ لے کر آئے تھے
ساری دنیا کے لئے امید کا منشور ہے

ورد کرتا ہوں درودِ پاک کا ہردم سعیدؔ
گوشہ گوشہ زندگی کا اس لئے پر نور ہے



پڑھا کرتا ہوں جب صلِ علیٰ آہستہ آہستہ
اثر کو ڈھونڈ لیتی ہے دعا آہستہ آہستہ

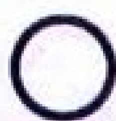
بلاتے ہیں مجھے شام و سحر طیبہ کے نظارے
مرے کانوں میں آتی ہے صدا آہستہ آہستہ

مٹا دی اپنی ہستی میں نے جب عشقِ محمدؐ میں
ملا ہے زندگانی کا مزہ آہستہ آہستہ

انھیں آواز دی ہے دھوپ کے صحرا میں جب میں نے
تو سر پہ چھائی رحمت کی گھٹا آہستہ آہستہ

فرشتے جھومتے ہیں وجد کے عالم میں، جب کوئی
پڑھا کرتا ہے نعتِ مصطفےٰ آہستہ آہستہ

سعیدؔ اس کو مرے آقا نے بخشش کی بشارت دی
خطاؤں پر جو اپنی رو پڑا آہستہ آہستہ



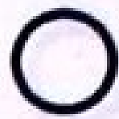
مری سوچوں میں طیبہ کا حسیں منظر مہکتا ہے
نبی کا نام لیتا ہوں تو گھر کا گھر مہکتا ہے

چلی آتی ہے ان کی یاد جب میرے خیالوں میں
تو اس کی روشنی سے اپنے دل کا در مہکتا ہے

فضائیں بھی معطر ہیں شمیمِ جسمِ اطہر سے
گلوں میں ان کا اندازِ حیا پرور مہکتا ہے

مہک اٹھتی ہے دنیا نقرئی کرنوں کی خوشبو سے
عرب کے چاند کا جب چہرۂ انور مہکتا ہے

سعیدؔ ان کی ثنا کا منفرد اعجاز ہے یہ بھی
مرے شعروں کے ہر اک لفظ کا پیکر مہکتا ہے



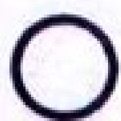
محترم بعد از خدا میرے نبی کی ذات ہے
جو شہِ کون و مکاں ہے، فخرِ موجودات ہے

عکس قرآں کا نظر آتا ہے ان کی ذات میں
اور ان کا ہر عمل بھی کاشفِ آیات ہے

روشنی کا اک دیارِ حسن ہے شہرِ نبی
جس کی گلیوں میں ہمیشہ نور کی برسات ہے

آپ کے لمسِ قدم کی جس میں شامل ہے مہک
اس زمیں کی خاک بھی میرے لئے سوغات ہے

میں اسی دہلیز کا ادنیٰ بھکاری ہوں سعیدؔ
ساری دنیا کے لئے جو قبلۂ حاجات ہے



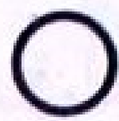
درِ حضور پہ پہنچوں ہے آرزو میری
الٰہی سرخرو ہوجائے جستجو میری

نبی کے ذکر کا اعجاز یہ بھی دیکھا ہے
سماعتوں میں مہکتی ہے گفتگو میری

تمہارے در کی غلامی پہ بخت نازاں ہے
''تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری''

سلام پیش کروں جا کے میں بھی روضے پر
ازل سے دل میں مچلتی ہے آرزو میری

ثنائے فخرِ دوعالم کا یہ اثر ہے سعیدؔ
ہے شہرِ نعت میں پہچان چار سو میری



دو عالم پہ تیری رہی بادشاہی
مگر تیرا بستر فقط اک چٹائی

قلم لکھ نہ پائے گا توصیف تیری
سمندر بھی ہوجائے گر روشنائی

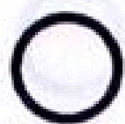
ترے نطق میں ہیں بلاغت کے جگنو
تری ذات میں حسنِ کشور کشائی

بدن تیرا زخمی تھا سنگِ گراں سے
عدو کے لئے بس دعا لب پہ آئی

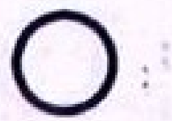
وہی پا گیا دونوں عالم کی دولت
جسے مل گئی تیرے در کی گدائی

مصائب کا سورج چمکتا ہے سر پہ
تری چھاؤں چاہے مری بے پناہی

سعیدؔ آفتابِ رسالت کے در سے
کرن مانگتی ہے مری روسیاہی



یہ تیرا نطق بلاغت کو شان دیتا ہے
ہر ایک لفظ کو شیریں زبان دیتا ہے
لقب ہے امی مگر تو کلام سے اپنے
ہر ایک ذہن کو انمول گیان دیتا ہے
وہ ایک لمحۂ روشن تری ولادت کا
صدی صدی کو اجالوں کا دان دیتا ہے
غموں کی دھوپ میں ہوتی ہے جب پریشانی
تو رحمتوں کا ہمیں سائبان دیتا ہے
تو اپنی جیت پہ کرتا نہیں غرور کبھی
عدو جو ہارے تو اس کو امان دیتا ہے
ستم کے دشت کی منحوس بے پناہی میں
تو عافیت کا انوکھا مکان دیتا ہے
سعید کرتا ہے کوشش جو نعت لکھنے کی
تو اس کی سوچ کو اونچی اڑان دیتا ہے



نبی کے ذکر سے دل کا مکان روشن ہے
زمیں سے عرش تلک یہ جہان روشن ہے

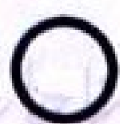
ہر ایک لفظ منور ہے ان کی مدحت سے
کلامِ پاک میں ان کا بیان روشن ہے

چمک ہے چاند ستاروں میں ان کے چہرے کی
انھیں کا نام سرِ آسمان روشن ہے

بھگو رہی ہے ہمیں روشنی عنایت کی
جو رحمتوں کا گھنا سائبان روشن ہے

پہنچ ہی جاؤں گا منزل پہ بے خطر میں بھی
نظر میں ان کے قدم کا نشان روشن ہے

ملے گی ان کی شفاعت سعیدؔ محشر میں
یقیں کے نور سے میرا گمان روشن ہے



نعتِ نبی رقم ہو دل میں یہی ہے خواہش
اے کاش سرخرو ہو میری ہر اک کوشش

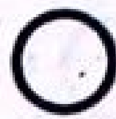
شاداب ہو رہا ہے پھر زندگی کا صحرا
ان کے کرم کی مجھ پہ ہونے لگی ہے بارش

رحمت ہے عام ان کی سب کے لئے جہاں میں
اپنوں پہ بھی عنایت، غیروں پہ بھی نوازش

للہ اک نظر ہو امت پہ اپنی آقا
کرنے لگے ہیں دشمن بربادیوں کی سازش

ہم پیکرِ خطا ہیں، وہ رحمتِ مجسم
مل جائے گی یقیناً محشر میں ہم کو بخشش

میں بھی سعیدؔ ان کے در کا ہوں اک بھکاری
اشکوں کے آئینے میں تحریر ہے گزارش



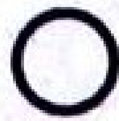
عقیدتوں کے یہ انداز بھی نرالے ہیں
غزل کی شاخ پہ مدحت کے پھول کھلتے ہیں

جوان کے نام کی پڑتی ہے چھینٹ کاغذ پر
یہ میرے شعر اجالوں سے بھیگ جاتے ہیں

مرے لبوں پہ درودوں کا ورد ہوتا ہے
نواحِ قلب کے گوشے مہکتے رہتے ہیں

غموں کی رات میں جب ان کو یاد کرتا ہوں
وہ میرے دل کو امیدوں سے جگمگاتے ہیں

عجیب بات ہے قرآں کی روشنی میں سعیدؔ
میں حمد لکھوں تو لوگ اس کو نعت کہتے ہیں



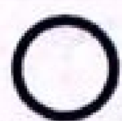
امت پہ شہِ دیں ہونے لگا باطل کا ستم اب روزانہ
اک بار ذرا ہم دیکھیں پر تھوڑی سی عنایت فرمانا

ملت کا سفینہ کھاتا ہے ہچکولے بھنور میں ہر لمحہ
ہو چشمِ کرم آقا ورنہ دشوار ہے اس کو بچا پانا

کھلتی ہیں جہاں کلیاں دل کی، ملتا ہے جہاں جنت کا مزہ
منظور کسی صورت بھی نہیں اس در سے پلٹ کر آ جانا

کیا سمجھے کوئی باتیں اس کی، کیا جانے کوئی رتبہ اس کا
فرزانوں سے بالا ہوتا ہے دراصل نبی کا دیوانہ

دامن ہے تہی اپنا تو سعیدؔ آیا ہوں نبی کی چوکھٹ پر
جز اشکِ ندامت کچھ بھی نہیں، کیا پیش کروں میں نذرانہ



زندگی آپ کی پیغامِ وفا دیتی ہے
زندہ رہنے کا ہنر ہم کو سکھا دیتی ہے

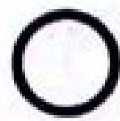
خیر مقدم کے لئے ان کے، سرِ راہ گزر
خود ہوا آ کے چراغوں کو جلا دیتی ہے

جس کے جھونکوں سے مہکتی ہے مری تنہائی
ایسی خوشبو مجھے طیبہ کی ہوا دیتی ہے

انقلاب آفریں سرکار کی ذاتِ اقدس
ایک پتھر کو بھی آئینہ بنا دیتی ہے

میں نے دیکھا ہے یہی شاخِ غزل پر اکثر
نعت کے پھول مری سوچ کھلا دیتی ہے

یادِ محبوب شبِ غم کے اندھیروں میں سعیدؔ
خلوتِ جاں کو اجالوں سے سجا دیتی ہے



پہنچوں درِ نبی پہ مدت سے آرزو ہے
میری خطا کو ہردم رحمت کی جستجو ہے

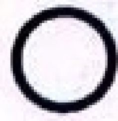
مت پوچھئے کہ آنسو میرے نکل پڑے کیوں
روضے کے پاس لازم آنکھوں کا یہ وضو ہے

سیراب ہو رہے ہیں سب تشنہ کام آ کر
گلزارِ مصطفیٰ میں رحمت کی آبجو ہے

شیدائی بن گئے ہیں دشمن جو آپ کے تھے
کتنی بلیغ میرے آقا کی گفتگو ہے

معیار گر چکا ہے ہم میکشوں کا لیکن
وہ میکدہ ہے باقی، وہ جام وہ سبو ہے

ہر لفظ میں ہے شامل مدحت سعیدؔ ان کی
شعروں میں اپنے اس کا ہر عکسِ رنگ و بو ہے



لے کے نام ان کا مقدر کو جگا لیتا ہوں
اپنے بگڑے ہوئے ہر کام بنا لیتا ہوں

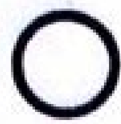
غم کی راتوں میں سدا ان کے تصور کا چراغ
دل کی محراب میں چپکے سے جلا لیتا ہوں

ان کے رستے میں اگر ملتے ہیں کانٹے مجھ کو
اپنی پلکوں سے انھیں جھک کے اٹھا لیتا ہوں

جب نظر آتے ہیں طیبہ کے سہانے منظر
اپنی آنکھوں کے دریچے میں سجا لیتا ہوں

ہے مرے پیشِ نظر جب سے نبی کی سنت
اپنے دشمن کو بھی میں دل سے دعا دیتا ہوں

جن کی چوکھٹ پہ ہے فیضان کا چشمہ جاری
تشنگی اپنی سعید اس سے بجھا لیتا ہوں



اک معجزہ سے کم نہیں شیریں زباں کا عکس
یعنی مرے نبی کے وہ حسنِ بیاں کا عکس

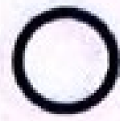
رکھتے تھے پاؤں جس جگہ سرتاجِ انبیا
لگتی تھی وہ زمین بھی ہفت آسماں کا عکس

وہ شخص بن گیا ہے حقیقت میں آئینہ
جس پر پڑا ہے چشمِ شہِ دوجہاں کا عکس

کیوں کر کریں نہ جن و ملک ان کا احترام
ہے ان کی حکمرانی میں دونوں جہاں کا عکس

پاتے ہیں جس سے راستہ گم گشتہ راہ رو
روشن ہے ان کے قدموں کے ہر اک نشاں کا عکس

ان کی ثنا میں لکھتا ہوں جو لفظ بھی سعیدؔ
ہوتا ہے اس میں جلوہ نما کہکشاں کا عکس



لگتا ہے اوج پر ابھی میرا نصیب ہے
آثار کہہ رہے ہیں مدینہ قریب ہے

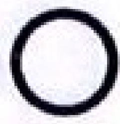
وہ سرزمین لگتی ہے افلاک سے بلند
آرام فرما جس میں خدا کا حبیب ہے

جس دل میں روشنی نہیں عشقِ رسول کی
سچ پوچھیے وہ سب سے بڑا بدنصیب ہے

شاہ وگدا کو ملتی ہے ان کے کرم کی بھیک
کوئی وہاں امیر نہ کوئی غریب ہے

گستاخیاں جو کرتے ہیں شانِ رسول میں
انجام ایسے لوگوں کا بیحد مہیب ہے

پائی ہے میں نے دولتِ صبر وسکوں سعیدؔ
جب سے لبوں پہ میرے ثنائے حبیب ہے



نام ان کا لے کے میں شام و سحر روشن کروں
یاد کے دیپک جلاؤں، دل کا گھر روشن کروں

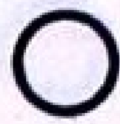
گنبدِ خضرا سے آتی ہے جو چھن کر روشنی
میں اسی سے اپنی محرابِ نظر روشن کروں

ہونٹ پر اپنے جلا کر میں درودوں کے چراغ
ہر گھڑی اپنی دعاؤں میں اثر روشن کروں

مشعلِ رشد و ہدایت کے شگفتہ نور سے
اپنی سوچوں کے اندھیرے بام و در روشن کروں

نقشِ پا ان کے اجالا دے رہے ہیں آج بھی
ان پہ چل کر اپنی ہر راہِ سفر روشن کروں

نعت کی قندیل لفظوں میں سجا کر اے سعیدؔ
میں غزل کے شہر کا بابِ ہنر روشن کروں



آپ ہیں رحمت لقب، رحمت ہے فطرت آپ کی
ساری دنیا کے لئے یکساں ہے رحمت آپ کی

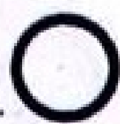
یوں تو لاکھوں انبیا تشریف لائے ہیں یہاں
ہے سبھوں میں منفرد لیکن رسالت آپ کی

اک چٹائی پر گذارا آپ فرماتے رہے
دونوں عالم پر رہی گرچہ حکومت آپ کی

چاند دو ٹکڑے ہوا پاکر اشارہ آپ کا
دیکھ لی دنیا نے پھر شانِ نبوت آپ کی

دولتِ دنیا سے وہ رکھتا نہیں کوئی غرض
جس کے دل میں بس چکی ہے صرف چاہت آپ کی

ایک عاصی ہو کے رکھتا ہے سعیدؔ اتنا یقیں
اس کو دوزخ سے بچائے گی شفاعت آپ کی



نعتِ سرکارِ دو عالم جب رقم ہوتی رہی
شاعری سب کی نظر میں محترم ہوتی رہی

دل کو میرے آگیا جب ان سے دوری کا خیال
میری آنکھوں کی زمیں اشکوں سے نم ہوتی رہی

نام ان کا لے کے میں دل کا سکوں پاتا رہا
اور مجھ پہ مہرباں چشمِ کرم ہوتی رہی

نعت کے اشعار جب قرطاس پر ڈھلتے رہے
میرے جذبوں کی حرارت ان میں ضم ہوتی رہی

ہے بہت اونچا غلامانِ نبی کا مرتبہ
ان کے آگے بھی جبینِ شاہ خم ہوتی رہی

شعر میں لکھتا رہا ان کی ثنا میں اے سعیدؔ
معتبر یوں خدمتِ لوح و قلم ہوتی رہی



پھر پیام ان کا مدینے سے صبا لائی ہے
جن کی یادوں سے منور میری تنہائی ہے

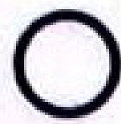
جس میں پوشیدہ ہیں حکمت کے ہزاروں گوہر
ان کی باتوں میں سمندر کی وہ گہرائی ہے

یہ بھی تو ان کی نوازش ہے کہ دشتِ شب میں
پھر امیدوں کی کرن مجھ کو نظر آئی ہے

کاش دیدارِ مدینہ کا شرف ہو حاصل
جس کے جلووں کا یہ ناچیز تمنائی ہے

ان کی توصیف میں چلتا رہا خامہ اپنا
راحتِ قلب و جگر میں نے سدا پائی ہے

یہ بھی اعجاز ہے آقا کے غلاموں کا سعید
جن کی چوکھٹ پہ بھی شاہوں کی جبیں سائی ہے



کتنی فرحت بیز ہے شمعِ ھدیٰ کی روشنی
رہبری کرتی ہے ان کے نقشِ پا کی روشنی

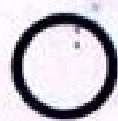
دشمنوں کے دل میں ایماں کا اجالا ہوگیا
انقلاب آسا تھی کتنی اس دعا کی روشنی

دور ہوتی ہیں دلوں سے کذب کی تاریکیاں
ان سے ملتی ہے ہمیں صدق و صفا کی روشنی

بابِ مستجاب تک پہنچی ہے اپنی ہر دعا
رہنما اس کی بنی صلِّ علیٰ کی روشنی

ہے رخِ روشن کا پرتو نعت کے ہر لفظ میں
جس کی مظہر ہے مرے حرف و نوا کی روشنی

جو بھی آیا اے سعیدؔ اس نے دیارِ خلد میں
ہر طرف بکھری ہوئی پائی وفا کی روشنی



آئے جو بن کے آپ رسالت کا آئینہ
ہم کو ملا ہے رشد و ہدایت کا آئینہ

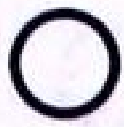
دشمن کو اپنے دے کے دعائیں حضور نے
پل میں بنا دیا ہے محبت کا آئینہ

حضرت عمر کو مل گئی ایماں کی روشنی
آیا نظر جو آپ کو قرأت کا آئینہ

یہ ان کے لمسِ پا کا ہے اعجاز برملا
پتھر بھی بن گیا ہے لطافت کا آئینہ

ہوتا ہے سرخرو وہی اپنی حیات میں
رکھتا ہے جو بھی سامنے سیرت کا آئینہ

نعتِ نبی میں شعر جو میں نے کہے سعیدؔ
ہر لفظ ہوگیا ہے عقیدت کا آئینہ



کب ان کی نظر بندۂ عاصی پہ پڑے گی
کس روز مرادوں کی مجھے بھیک ملے گی

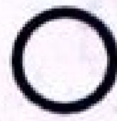
طوفانِ حوادث میں اگر ان کی نظر ہو
ٹوٹی ہوئی کشتی مری اس پار لگے گی

آجائے گا جس روز مجھے ان کا بلاوا
قسمت مجھے طیبہ کی طرف لے کے چلے گی

وہ ساقیِ کوثر ہیں پلاتے ہیں سبھوں کو
جب ان کا کرم ہوگا مری پیاس بجھے گی

یہ سوچ کے آئے ہیں سبھی طیبہ نگر میں
بگڑی ہوئی تقدیر اسی در پہ بنے گی

آندھی میں سعیدؔ اس کو جلایا تھا نبی نے
وہ شمعِ ہدایت ہے بہرطور جلے گی



سانسوں میں یاد ان کی تحلیل ہورہی ہے
سوغات روشنی کی تحصیل ہورہی ہے

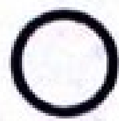
پیغامِ حق وہ لے کر دنیا میں آرہے ہیں
دینِ محمدی کی تکمیل ہورہی ہے

اعجازِ مصطفیٰ سے، مایوس کن سیاہی
امید کی کرن میں تبدیل ہورہی ہے

طیبہ کے گلستاں کے منظر ابھر رہے ہیں
جنت مری نظر میں تشکیل ہورہی ہے

توفیق نیکیوں کی مل جائے ہم کو آقا
حسنِ عمل سے خالی زنبیل ہورہی ہے

خامہ سعیدؔ اپنا لکھتا ہے وصف ان کا
لفظوں سے جذبِ دل کی ترسیل ہورہی ہے



شوق کہتا ہے میں آقا کا قصیدہ لکھوں
پر کہاں تابِ سخن ایک ہی مصرعہ لکھوں

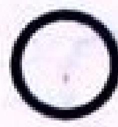
ہو رقم اسمِ نبی دل کے صحیفے میں اگر
ورقِ لب پہ درودوں کا وظیفہ لکھوں

ایک بھی بوند جو مل جائے درِ اقدس سے
اس کو رحمت کا میں بہتا ہوا دریا لکھوں

لوحِ دل پر میں لکھوں خانۂ کعبہ پہلے
اور ہونٹوں کے صحیفے میں مدینہ لکھوں

روشنائی کو بنا لوں میں سمندر پہلے
رب کے محبوب کے اوصافِ حمیدہ لکھوں

روشنی دیتی ہے جو سارے زمانے کو سعید
ان کی ہستی کو اجالوں کا جریدہ لکھوں



راحتِ قلب و جاں کا پیمانہ ذکرِ خیرالانام ہوتا ہے
لمحہ لمحہ انھیں کی یادوں کا محورِ صبح وشام ہوتا ہے

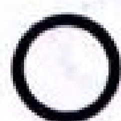
ان کے ہر لفظ میں ہیں پوشیدہ علم وحکمت کے بے بہا گوہر
میرے آقا جو بات کہتے ہیں وہ خدا کا کلام ہوتا ہے

ایک ذرّہ بھی ان کی نسبت سے پا گیا ہے بلندیاں اتنی
اس کے قدموں پہ شاہ جھکتے ہیں جو نبی کا غلام ہوتا ہے

وہ ہیں رحمت لقب زمانے میں سب کی ہوتی ہے ان سے سیرابی
ساری دنیا کے واسطے ان کا چشمۂ فیض عام ہوتا ہے

نور و نکہت کا ایک میلہ ہے اپنی آنکھوں کے روبرو ہردم
ان کی گلیوں میں بھی فرشتوں کا لمحہ لمحہ قیام ہوتا ہے

میں عقیدت کے جذبِ باطن سے نام لیتا ہوں جب سعیدؔ ان کا
لب پہ میرے درود ہوتی ہے اور لفظِ سلام ہوتا ہے



رسالت کے فلک پر دین کے سرور چمکتے ہیں
اجالوں سے انھیں کے آج گھر گھر چمکتے ہیں

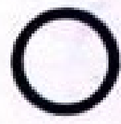
جلایا تھا نبی نے جن ہدایت کے چراغوں کو
مخالف آندھیوں کی زد میں بھی رہ کر چمکتے ہیں

چلی آتی ہے ان کی یاد جب تاریکئ شب میں
اسی کی روشنی سے دل کے بام و در چمکتے ہیں

ستاتی ہیں مجھے جب دوریاں گلزارِ طیبہ کی
تو میرے روبرو اس کے حسیں منظر چمکتے ہیں

پروتا ہوں جنھیں میں نعت کی خوش رنگ مالا میں
ثنا کرتے ہوئے الفاظ کے پیکر چمکتے ہیں

بصیرت کا اجالا لے کے ان سے اے سعیدؔ اپنے
حریمِ دل کے سب محراب اور منبر چمکتے ہیں



ہوئی ہے خلق ہر اک شے مرے نبی کے لئے
وہ منتخب ہیں دو عالم کی سروری کے لئے

اندھیرا جہل کا چھایا تھا آپ سے پہلے
تڑپ رہے تھے سبھی لوگ روشنی کے لئے

جگا کے عظمتِ باری کا جذبۂ روشن
جبیں کو کردیا آمادہ بندگی کے لئے

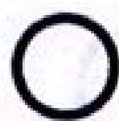
لگی جو بھوک تو پتھر شکم پہ باندھ لیا
زباں نہ کھولی کبھی آپ نے کمی کے لئے

تھے تخت و تاج بہت ہیچ ان کی نظروں میں
چٹائی رکھ لی دو عالم کی خسروی کے لئے

ہدایتوں کا صحیفہ جو آپ پہ اترا
وہ کیمیا ہے حقیقت میں زندگی کے لئے

معاف کردیا دشمن کو بھی محبت سے
"دعا ہی کرتے رہے آپ ہر کسی کے لئے"

سعیدؔ الفتِ سرکار کے حوالے سے
چنی ہے نعت فقط میں نے شاعری کے لئے



سچ کا پیغام وہ لوگوں کو سنانے آئے
اور تہذیب زمانے کو سکھانے آئے

یہ بھی تو کم نہیں اعجاز سے وہ امی لقب
علم کے نور سے ہر دل کو سجانے آئے

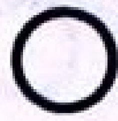
دے کے عرفان بصیرت کا زمانے بھر کو
اپنے معبود سے بندوں کو ملانے آئے

خیر مقدم کے لئے ان کی گزرگاہوں میں
جھونکے طوفاں کے چراغوں کو جلانے آئے

وہ تو پیکر تھے اجالوں کے ہماری خاطر
یاس کے بڑھتے اندھیروں کو مٹانے آئے

جب بھی آواز انھیں دی ہے بھنور میں ہم نے
کشتیِ جاں کو وہی پار لگانے آئے

ان کی چوکھٹ پہ رواں چشمۂ رحمت ہے سعیدؔ
پیاس ہونٹوں کی سبھی لوگ بجھانے آئے



نبی جو چھوڑ گئے راہ میں جلا کے چراغ
اجالا دیتے ہیں ہم کو وہ نقشِ پا کے چراغ

بجھا نہ پائے گی ان کو ہوا کسی صورت
جلا دیئے مرے آقا نے جو وفا کے چراغ

ہر ایک دور میں بولہب کے شراروں کو
شکست دیتے رہے دینِ مصطفےٰ کے چراغ

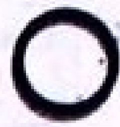
حضور آپ ہی بخشیں گے روشنی ان کو
میں لے کے آیا ہوں ہونٹوں پہ مدعا کے چراغ

اسی اجالے سے محرابِ جاں منور ہے
فروزاں ہیں مرے سرکار کی عطا کے چراغ

سعیدؔ ان کو اجالے ملے درودوں سے
لبوں پہ میں نے جلائے ہیں جو دعا کے چراغ



چراغِ عشقِ محمد جلا رہا ہوں میں
اور ان سے نور کی خیرات پا رہا ہوں میں
انھیں کے نام کی تنویر کے وسیلے سے
اندھیری قبر کو روشن بنا رہا ہوں میں
حضور اپنی محبت سے دل غنی کر دیں
بہت دنوں سے یہاں بے نوا رہا ہوں میں
میں دیکھ لوں گا کسی دن دیارِ طیبہ کو
سنہرے خواب نظر میں سجا رہا ہوں میں
کیا ہے آپ نے روشن صداقتوں کا چراغ
اسی کی ایک کرن مانگتا رہا ہوں میں
نبی کے عشق میں کھو کر پتہ چلا مجھ کو
نئے سرے سے پھر اپنے کو پا رہا ہوں میں
سعید ان کو درودوں کا دے کے نذرانہ
نصیبِ خفتہ کو اپنے جگا رہا ہوں میں



قرآں ہے سب کے واسطے تحفہ رسول کا
جس میں لکھا ہوا ہے قصیدہ رسول کا

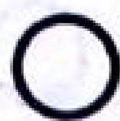
جلووں کی بھیک آنکھ کے کشکول کو ملے
یارب ہو میرے سامنے روضہ رسول کا

پاتے ہیں جس سے راستہ گم گشتہ راہ رو
روشن ہے حشر تک وہ کفِ پا رسول کا

دشمن بھی جاں نثاری پہ آمادہ ہوگئے
سنتے ہی اپنے کانوں سے لہجہ رسول کا

کرنوں کی بھیک لیتے ہیں خورشید و ماہتاب
دیتا ہے روشنی رخِ زیبا رسول کا

اللہ کی رضا انھیں ملتی ہے اے سعیدؔ
جو اختیار کرتے ہیں جادہ رسول کا



دیوانہ کوئی فرش پہ مصروفِ ثنا ہے
اور سن کے جسے عرشِ بریں جھوم رہا ہے

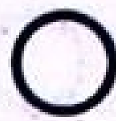
کرنوں سے مہکتی ہے مرے ذہن کی وادی
ہونٹوں پہ ضیا بار ابھی صلِّ علیٰ ہے

میں چپ کی ردا اوڑھے ہوئے در پہ کھڑا ہوں
ہونٹوں پہ چمکتی ہوئی قندیلِ دعا ہے

پت جھڑ کا یہ موسم ہے مگر ان کے کرم سے
سرسبز مری زیست کا ہر برگِ صدا ہے

کانٹے بھی بنے پھول قدم چھو کے نبی کے
پتھر بھی اسی لمس سے آئینہ بنا ہے

میں نعت کے پھولوں سے سجاتا ہوں غزل کو
یہ رنگِ سخن مجھ کو سعید ان سے ملا ہے



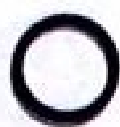
ان کی یادوں سے میں اپنے دل کا گھر روشن کروں
بخت کے افلاک پر شمس و قمر روشن کروں

ہونٹ کی محراب پر رکھ کر درودوں کے چراغ
زندگی کے روز و شب، شام و سحر روشن کروں

جگمگا اٹھے گا پھر میری دعا کا حرف حرف
میں بھی اپنے آنسوؤں سے چشمِ تر روشن کروں

ان کی چوکھٹ سے صدا لے کر اجالے بھیک میں
اپنی سوچوں کے اندھیرے بام و در روشن کروں

ڈھونڈ لوں گا اپنی منزل میں اندھیروں میں سعیدؔ
پہلے ان کا نام لے کر رہ گزر روشن کروں



سوچ میں کھلتا ہے جس وقت رسالت کا کنول
نعت کے رنگ میں کہہ دیتا ہوں میں اپنی غزل

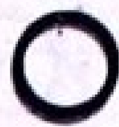
نور ہی نور ہے سرکار کی ذاتِ اقدس
ڈھونڈنے سے بھی ملے گا نہ کوئی ان کا بدل

جن کی تعبیر مدینے کی زیارت ہوگی
میری پلکوں پہ سجے ہیں وہی خوابوں کے محل

راستے شہرِ مدینہ کے ملیں گے تجھ کو
دل میں ارماں ہے اگر دید کا تو گھر سے نکل

ہاتھ خالی کوئی لوٹا نہیں جس در سے کبھی
بھیک لینے کے لئے تو اسی دربار میں چل

آ ہی جائے گا اثر تیری دعاؤں میں سعید
پہلے تو عشقِ محمد کی حرارت میں پگھل



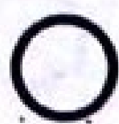
دیا روشن کروں لفظوں کا پھر نعتِ نبی لکھوں
اور ان کی یاد کو محرابِ دل کی روشنی لکھوں

شفاعت کے سمندر سے ملے گی مجھ کو سیرابی
بیاضِ لب پہ اپنی میں بھی حرفِ تشنگی لکھوں

انھیں کے ذکر سے مہکے نواحِ جاں کا ہر گوشہ
انھیں کے عشق سے روشن میں اپنی زندگی لکھوں

حرا کے غار سے نکلا تھا جو ماہِ مبیں بن کر
اسی کے نور کو رحمت کی دل کش چاندنی لکھوں

سعیدؔ ان کی ثنا سے واسطہ ہے نوکِ خامہ کو
انھیں کے نام سے منسوب اپنی شاعری لکھوں



زہے قسمت سہارا مل گیا ہے مجھ کو اس در کا
''اسی سرکار سے ملتا ہے جو کچھ ہے مقدر کا''

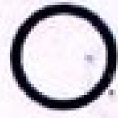
فلک سے بھی درودوں کی صدائیں آتی رہتی ہیں
زمیں پر تذکرہ ہوتا ہے جب محبوبِ داور کا

ملی خیرات جس سے روشنی کی چاند تاروں کو
کوئی ثانی نہیں دنیا میں اس روئے منور کا

گزرتے ہیں مرے شام و سحر جس کے تصور میں
ہر اک نقشہ ہے آنکھوں میں اسی طیبہ کے منظر کا

کٹا دیتے ہیں سر کو سچ کی خاطر وقت پڑتے ہی
کوئی دیکھے ذرا یہ حوصلہ آلِ پیمبر کا

بجھے گی پیاس ہونٹوں کی سعیدؔ ان کے وسیلے سے
ہمیں تو آسرا ہے ان کی رحمت کے سمندر کا



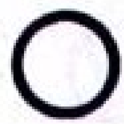
ملا ہے جب سے صدقہ مجھ کو آقا آپ کے در کا
نظر آنے لگا بدلا ہوا نقشہ مرے گھر کا

نظارے جنت الفردوس کے بکھرے ہیں ہر جانب
کوئی ثانی کہاں ہوگا بھلا طیبہ کے منظر کا

مدینے کے گلی کوچے ہمیشہ جگمگاتے ہیں
نظارا ہے مری آنکھوں میں اس شہرِ منور کا

ہماری تشنگی سیراب ہوتی ہے یہاں آ کر
سہارا مل گیا ہے ان کی رحمت کے سمندر کا

میں اپنا ہاتھ پھیلانے سعیدؔ اٹھ کر کہاں جاؤں
''اسی سرکار سے ملتا ہے جو کچھ ہے مقدر کا''



جب سے میرے دل میں ہے الفتِ رسول اللہ
صبح و شام کرتا ہوں مدحتِ رسول اللہ

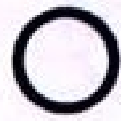
وہ مقام پائے گا ایک روز جنت میں
ہے عزیز جس کو بھی سنتِ رسول اللہ

دھوپ سے بچا لیں گے حشر میں مجھے آقا
میرے کام آئے گی نسبتِ رسول اللہ

حرف حرف قرآں کا آئینہ دکھاتا ہے
اس میں دیکھ لیتا ہوں سیرتِ رسول اللہ

جب مدینہ جاؤں گا لوٹ کر نہ آؤں گا
دو جہاں سے بہتر ہے قربتِ رسول اللہ

اے سعیدؔ ہوتا ہے جو خطا پہ شرمندہ
اس کو ڈھونڈ لیتی ہے رحمتِ رسول اللہ



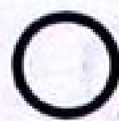
جسے چاہیں اس کو نواز دیں، یہ نبی کا حسنِ کمال ہے
"کوئی دور رہ کے اویس ہے، کوئی پاس رہ کے بلال ہے"

وہی اولیں، وہی آخری، وہی ابتدا، وہی انتہا
نہیں جن کا ثانی جہان میں، نہ ہی جن کی کوئی مثال ہے

جہاں رحمتوں کی ہیں بارشیں، ہے متاعِ صبر وسکوں جہاں
اسی شہرِ طیبہ کی دید ہی، مری زندگی کا سوال ہے

وہی روشنی کا دیار ہے، مری چشمِ شوق کے روبرو
مرے لب پہ حرفِ درود ہے، مرے دل میں ان کا خیال ہے

لکھی میں نے نعت رسولؐ جب، مری شاعری بھی چمک اٹھی
مرے حرف حرف میں ضوفشاں اے سعید ان کا جمال ہے



میں نعتِ نبی کہتا ہوں جس کا یہ اثر ہے
تاریکیٔ شب میں بھی منور مرا گھر ہے

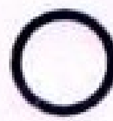
طیبہ جسے کہتے ہیں اجالوں کا نگر ہے
ہر ذرّہ جہاں ہمسرِ خورشید و قمر ہے

بجھتی ہے وہاں پیاس سبھی تشنہ لبوں کی
فیضان کا چشمہ مرے سرکار کا در ہے

جب چاہوں چلا جاتا ہوں خوابوں کی ڈگر سے
میرے لئے آسان مدینے کا سفر ہے

آتی ہے مجھے جنت الفردوس کی خوشبو
''تصویرِ مدینہ پہ ابھی میری نظر ہے''

جب نقشِ قدم ان کا سعیدؔ اپنا ہے رہبر
روشن مری منزل کی ہر اک راہ گزر ہے



رخِ روشن کی تابانی چلی آئی ہے نعتوں میں
جھلکتا ہے انوکھا نور لفظوں کے دریچوں میں

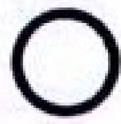
کسی دن دیکھ لوں تعبیر کی صورت میں طیبہ کو
سجے رہتے ہیں جس کے خواب ہردم میری آنکھوں میں

مہک ان کے پسینے کی ہے بڑھ کر مشک و عنبر سے
انہی کا نور ہے پھیلا ہوا چاروں دشاؤں میں

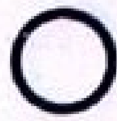
بنا لیتے تھے پل میں دوست اپنے دشمنِ جاں کو
بڑی تاثیر تھی دل کھینچنے کی ان کی باتوں میں

منور ذہن و دل ہوتے ہیں اپنے اس جگہ آکر
بصیرت کا اجالا ہے مدینے کی فضاؤں میں

سعیدؔ اپنے لئے سب سے بڑا اعجاز یہ ہوگا
شمار ہونے لگے میرا محمدؐ کے غلاموں میں



مدینے کی زمیں خلدِ بریں کا استعارہ ہے
وہاں کا ذرّہ ذرّہ جیسے اک روشن ستارہ ہے
نظر بے چین رہتی ہے تلاوت کے لئے اس کی
مدینہ علم و عرفاں کے اجالوں کا سپارہ ہے
بسی ہے خلد کی خوشبو مدینے کی فضاؤں میں
ہر اک جانب وہاں بکھرا ہوا دلکش نظارہ ہے
بجھاتا ہے جہاں آکر زمانہ تشنگی اپنی
وہاں بہتا ہوا چاروں طرف رحمت کا دھارا ہے
سبق لیتی رہے گی ساری دنیا حشر تک اس سے
خدا نے جو صحیفہ میرے آقا پر اتارا ہے
بچاتا ہے ستم کی دھوپ سے ہر حال میں مجھ کو
مرے سر پہ جو ان کی رحمتوں کا ابر پارہ ہے
طلب سے بھی زیادہ اس نے پایا ہے سعیدؔ آکر
کسی نے در پہ ان کے اپنا دامن جب پسارا ہے



میری پلکوں پہ سجا ہے شہرِ طیبہ کا جو خواب
ایک دن تعبیر اس کی میں بھی پاؤں گا جناب

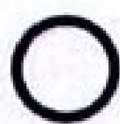
طاق پر ہونٹوں کے روشن ہیں درودوں کے چراغ
اس لیے ہونے لگیں اپنی دعائیں مستجاب

اس لیے محفوظ ہوں میں دھوپ کی یلغار سے
سائباں ہے میرے سر پر ان کی رحمت کا سحاب

مجھ کو امیدِ کرم ہے سرورِ کونین سے
ٹال دیں گے میرے سر سے نارِ دوزخ کا عذاب

امتِ خیر الوریٰ کو ہوگی بخشش کی امید
جب خدا لے گا قیامت میں گناہوں کا حساب

حشر تک دیتی رہے گی روشنی ہم کو سعیدؔ
ہم نے پائی ہے نبی سے جو ہدایت کی کتاب



نبیوں میں سب سے برتر ذاتِ محمدی ہے
سلطانِ دوجہاں کو یہ سروری ملی ہے

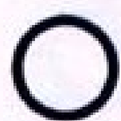
لیتے ہیں بھیک ان سے شاہ وگدا ہمیشہ
اک بوریا نشیں کی یہ بندہ پروری ہے

یہ بھی کرم ہے ان کا تاریکیوں میں رہ کر
اپنے نواحِ جاں میں ہر سمت روشنی ہے

نقشِ قدم پہ ان کے چلتا ہوں میں ہمیشہ
ان کی خوشی میں پنہاں میری ہر اک خوشی ہے

امت پہ اپنی آقا رحمت کی اک نظر ہو
کشتی ہماری آکر گرداب میں پھنسی ہے

لب پر سعیدؔ اپنے رہتا ہے نام ان کا
یادوں سے ان کی روشن یہ میری زندگی ہے



ان کی حیات درس کی روشن کتاب ہے
جس کے ورق ورق میں ہدایت کا باب ہے

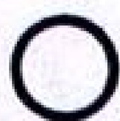
پلکوں سے میں اٹھاؤں گا مجھ کو اگر ملے
کانٹا بھی ان کی راہوں میں جیسے گلاب ہے

جلوؤں کی بھیک صورتِ تعبیر دیجیے
پلکوں پہ میری کب سے سنہرا وہ خواب ہے

شدت کی دھوپ میں بھی ہیں محفوظ اس لئے
سر پہ ہمارے ان کے کرم کا سحاب ہے

میرے نبی کی ذات ہے ایسا سوال اک
دنیا کے پاس جس کا نہ کوئی جواب ہے

وہ رحمتوں کا بہتا سمندر ہیں اے سعیدؔ
ان کے کرم کی حد ہے نہ کوئی حساب ہے



بیاضِ لب پہ ان کے نام کا روشن حوالہ ہے
اور اپنے شہرِ دل میں ان کی یادوں کا اجالا ہے

وہی تاجِ پیمبر اور رتبہ جن کا اعلیٰ ہے
انھیں دائی حلیمہ نے بڑی شفقت سے پالا ہے

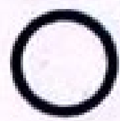
بصیرت کی کرن سے جس کا ہر اک لفظ ہے روشن
حیات ان کی حقیقت میں اجالوں کا رسالہ ہے

دعا دیتے ہیں وہ دشمن کو اپنے، زخم کھا کر بھی
ادا ہے منفرد، انداز بھی ان کا نرالا ہے

پکارا ان کو جب میں نے تو بڑھ کے ان کی رحمت نے
مری کشتی کو طوفاں کے شکنجے سے نکالا ہے

حیات ان کی زمانے کے لئے ہے درسِ لافانی
ازل سے تا ابد میرے نبی کا بول بالا ہے

سعیدؔ ان پر نچھاور زندگی اپنی جو کرتے ہیں
انھیں کے واسطے مخصوص کوثر کا پیالہ ہے



توصیفِ نبی میں جو رواں میرا قلم ہے
یہ ان کا کرم، ان کا کرم، ان کا کرم ہے

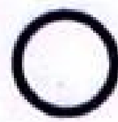
روشن ہے مرے دل کا جہاں اس کے وسیلے
سینے میں مرے نامِ نبی جب سے رقم ہے

کرتا ہوں سدا گنبدِ خضرا کا نظارا
نظروں میں مری شام و سحر بابِ حرم ہے

ہر ذرّہ چمکتا ہے وہاں بن کے ستارا
منقوش جہاں ان کا ہر اک نقشِ قدم ہے

میں اپنے گناہوں پہ پشیمان ہوں آقا
لب پر ہے نوا اور مری آنکھ بھی نم ہے

عاجز ہے زباں اپنی سعیدؔ ان کی ثنا سے
توصیف رقم جتنی کروں پھر بھی وہ کم ہے



مدینہ آ گیا جب یاوری کی اپنی قسمت نے
سفر کا حوصلہ بخشا ہے آقا کی محبت نے

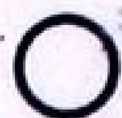
خطا کا بوجھ لیکر ہم خدا کے پاس کیا جاتے
ہماری لاج رکھ لی حشر میں ان کی شفاعت نے

جو ان کے دشمنِ جاں تھے رفیقِ جاں ہوئے پل میں
بدل ڈالی ہے ان کی زندگی چشمِ عنایت نے

ستم کی دھوپ میں آواز دی ہے میں نے جب ان کو
کیا ہے میرے سر پہ سائباں دامانِ رحمت نے

شکستہ بال و پر میرے کہاں تک ساتھ دے پاتے
"بڑے دربار میں پہنچایا مجھ کو میری قسمت نے"

سعیدؔ اپنے سخن میں ہے ثنائے مصطفیٰ شامل
مجھے یہ راہ دکھلائی مرے جذبِ عقیدت نے



جب ہمیں طیبہ کے آثار نظر آتے ہیں
خار اس راہ کے گلزار نظر آتے ہیں

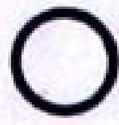
جب ابھرتا ہے تصور میں مدینے کا جمال
سامنے گنبد و مینار نظر آتے ہیں

سر جھکائے ہوئے ٹھہری ہے فرشتوں کی قطار
عرش پر سیدِ ابرار نظر آتے ہیں

ان کے دربار میں ادنیٰ ہے نہ اعلیٰ کوئی
سب کے حامی مرے سرکار نظر آتے ہیں

آج جو چلتے نہیں نقشِ قدم پر ان کے
وہ زمانے میں بہت خوار نظر آتے ہیں

چشمِ رحمت سے نوازیں گے وہی مجھ کو سعیدؔ
مرحلے جینے کے دشوار نظر آتے ہیں



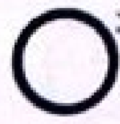
نبی کی ذات دو عالم میں برگزیدہ ہے
کہ جس کی شان میں قرآن اک قصیدہ ہے

انھیں سے ملتی ہے خیرات ہم کو کرنوں کی
حیات ان کی اجالوں کا اک جریدہ ہے

فرشتے کرتے ہیں جس در کی روز دربانی
جبینِ آسماں دیکھو وہیں خمیدہ ہے

بلا لیں مجھ کو بھی دہلیز پر مرے آقا
غلام آپ کی فرقت میں آبدیدہ ہے

مجھے نوازیں گے رحمت سے وہ سرِ محشر
سعید ان کے کرم پر مرا عقیدہ ہے



کیا اس کی ثنا ہو جو شہنشاہِ امم ہے
لفظوں میں کہا زور، کہاں تابِ قلم ہے

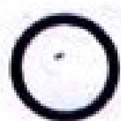
یادوں سے مہکتا ہے گلستانِ تصور
اور نامِ محمد ورقِ دل پہ رقم ہے

اس رحمتِ عالم کی نظر سب پہ ہے یکساں
اس کے لئے تخصیصِ عرب ہے نہ عجم ہے

کیوں میری نظر اٹھے کسی اور کی جانب
ہوں اس کا بھکاری جو شہنشاہِ امم ہے

مجھ جیسے خطا کار کو دیتے ہیں سہارا
یہ ان کی نوازش ہے، عنایت ہے، کرم ہے

رتبہ ہے سعیدؔ ایسا غلامانِ نبی کا
شاہوں کی جبیں بھی درِ نادار پہ خم ہے



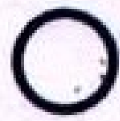
خوشبو مرے آقا کی شامل ہے فضاؤں میں
اس واسطے طیبہ ہے محبوب نگاہوں میں

ہے نور مرے دل میں سرکار کی چاہت کا
ہوتی نہیں تاریکی حائل مری راہوں میں

اے کاش مدینے کو میں اڑ کے چلا آؤں
کانٹے مری غربت کے پیوست ہیں پاؤں میں

میں دھوپ کی شدت میں جب ان کو پکاروں گا
وہ مجھ کو چھپا لیں گے کملی کی پناہوں میں

جب میں نے سعیدؔ ان کی مدحت میں زباں کھولی
نورانی سحر اتری ہر لفظ کے گاؤں میں



میں بھی جاؤں گا مدینے وہ اگرچہ دور ہے
راہ میں کانٹے ملیں تو بھی سفر منظور ہے

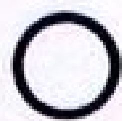
روشنی کا اک دیارِ حسن ہے شہرِ نبی
ذرّہ ذرّہ بھی وہاں کا جلوہ گاہِ طور ہے

عرشِ اعظم پر ابھی تشریف لائیں گے حضور
ہر فرشتے کی زباں پر آپ کا مذکور ہے

دشمنوں پر بھی عنایت کی نظر ہے آپ کی
درگزر سے کام لینا آپ کا دستور ہے

وہ ہدایت کا صحیفہ آپ لائے تھے جسے
ساری دنیا کے لئے اک معتبر منشور ہے

ورد کرتا ہوں درودِ پاک کا ہردم سعیدؔ
گوشہ گوشہ زندگی کا اس لئے پر نور ہے



ہے آرزو دیکھوں گا مدینے کو نظر سے
اس واسطے نکلا ہوں بصد شوق میں گھر سے

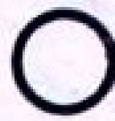
ہر ذرّہ چمکتا ہے وہاں بن کے ستارہ
اک نور جھلکتا ہے وہاں شام و سحر سے

دکھلا دیا وہ معجزہ دنیا کو نبی نے
حیران ابھی تک ہے جہاں شقِ قمر سے

حاصل مجھے ہو جائے گی تسکین کی دولت
ہے وردِ زباں نعتِ نبی وقتِ سحر سے

سب آتے ہیں روضے پہ اسی بات کی خاطر
''ملتی ہے کلیدِ درِ جنت اسی در سے''

کرتا ہوں ثنا ان کی سعیدؔ اپنی غزل میں
واقف سبھی ہو جائیں گے پھر میرے ہنر سے



ہم پہ رہتی ہے سدا وہ چشمِ رحمت آپ کی
آپ کا لطف و کرم اور ہے عنایت آپ کی

رحمتوں کا استعارہ بن کے آئے ہیں حضور
ہر کسی پر عام ہے دنیا میں رحمت آپ کی

کی شہنشاہی فقیری میں بھی اس انداز سے
دونوں عالم پر رہی جاری حکومت آپ کی

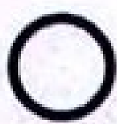
آپ کی ذاتِ مقدس سے ملا پیغامِ حق
سر بسر تفسیرِ قرآنی ہے سیرت آپ کی

ہم بھٹکتے تھے اندھیری رہگزر میں دیر سے
منزلِ مقصود تک لائی قیادت آپ کی

دولتِ دنیا سے میں رکھتا نہیں کوئی غرض
بے بہا ہے میری نظروں میں محبت آپ کی

ہے پشیمانی ہمیں اپنی خطاؤں پر بہت
ہم کو ہے امید بخشے گی شفاعت آپ کی

ہے سعید ناتواں کی مدتوں سے آرزو
خواب میں آئے نظر مجھ کو بھی صورت آپ کی



سرورِ دیں نے ہمیں بخشا ہے اک ایسا نصاب
جس میں موجود ہے دنیا کے سوالوں کا جواب

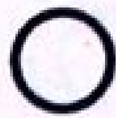
جس کی خوشبو سے مہکتی ہے سماعت اب تک
آپ کے لب پہ کھلے تھے جو تبسم کے گلاب

جب کڑی دھوپ میں نام ان کا زباں پر آیا
سائباں ہوگیا ہر ایک پہ رحمت کا سحاب

حشر تک روشنی جو دیتی رہے گی ہم کو
آپ نے دی ہے ہمیں ایسی ہدایت کی کتاب

رحمتیں آپ کی ہیں عام زمانے کے لئے
جن کی حد ہے نہ کوئی اور نہ ہی کوئی حساب

گر ملے ان کی شفاعت کا اشارہ اے سعیدؔ
سر سے ٹل جائے گا ہر عاصی کے محشر کا عذاب



بصارت کے دریچے میں مدینے کا وہ منظر ہے
جہاں ان کے کرم کا ہر طرف بہتا سمندر ہے

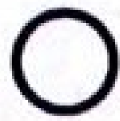
جہاں فیضان کا چشمہ رواں رہتا ہے ہر لمحہ
جہاں ملتا ہے سب کچھ وہ مرے سرکار کا در ہے

شہنشاہِ دوعالم ہیں وہی تاجِ پیمبر بھی
بدن پر کالی کملی اور چٹائی جن کا بستر ہے

ہے ان کی یاد کی قندیل روشن میری سوچوں میں
ضیا پاشی سے جس کی شہرِ جاں اپنا منور ہے

اندھیروں کا گزر ہوتا نہیں ہے میرے آنگن میں
کہ ان کے ذکر سے روشن مرا چھوٹا سا یہ گھر ہے

عمل سے میں تہی ہوں ساتھ کیا لوں گا سعیدؔ اپنے
کہ زادِ راہ بس میرے لئے تو نعتِ سرور ہے



چمک ہے چاند میں، سورج میں بھی ان کے اجالوں سے
زمانہ آج تک حیران ہے ان کے کمالوں سے

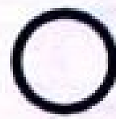
ہے ان کی ذات کتنی محترم مولا کی نظروں میں
کلامِ پاک میں ہر بات ہے ان کے حوالوں سے

سراپا نور ہیں وہ اور ان کی صورت بھی ہے نورانی
بدل جاتی ہے قسمت رات کی ان کے اجالوں سے

کبھی شاہ وگدا میں فرق کچھ کرتے نہیں آقا
کوئی دوری کبھی رکھتے نہیں گوروں سے کالوں سے

بدل دیتا ہے دل دشمن کا بھی شیریں سخن ان کا
بنا لیتے ہیں گرویدہ زمانے کو خیالوں سے

جو ان کے نام لیوا ہیں سعیدؔ ان کو سرِ محشر
وہ دیں گے آبِ کوثر اپنے ہاتھوں کے پیالوں سے



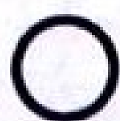
مرے حصے میں سعادت کا وہ زینہ لکھنا
نعت گوئی کا مقدر میں قرینہ لکھنا

دولتِ علم وعمل ان سے جو پائی ہم نے
زندگی کا اسے انمول خزینہ لکھنا

ہجرِ آقا میں برس پڑتی ہیں آنکھیں میری
ان میں ٹھہرا ہوا ساون کا مہینہ لکھنا

جس میں آباد ہیں مدت سے نبی کی یادیں
''ایسے سینے کو محمد کا مدینہ لکھنا''

نعتِ سرکار منور ہے نگاہوں میں سعیدؔ
اس کے ہر لفظ کو بے مثل نگینہ لکھنا



عالی مقام رکھتے ہیں سرکارِ دوجہاں
ہے ان کا وصف کرنے میں عاجز میری زباں

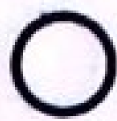
تاریکیوں میں نور کی قندیل جل اٹھی
شمعِ ھدیٰ کے فیض سے روشن ہوا جہاں

ان کے قدم کا نقش میری رہگزر میں ہے
میرے لیے وہی میری منزل کا ہے نشاں

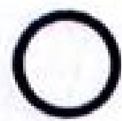
ہوتی ہے مجھ پہ دھوپ کی یلغار جب کبھی
کرتے ہیں میرے سر پہ وہ رحمت کا سائباں

میں نے لکھی جو نعت رسولِ انام کی
قرطاس پر چمک اٹھی جذبوں کی کہکشاں

بجھتی ہے پیاس تشنہ لبوں کی یہاں سعیدؔ
چوکھٹ پہ ان کی فیض کا دریا رواں دواں



رحمت للعالمیں کا آپ نے پایا خطاب
آپ کے لطف و کرم کی حد نہ کوئی ہے حساب
آپ سے روشن ہے ہر ذرّہ مثالِ آفتاب
آپ کے چہرے سے لیتا ہے اجالا ماہتاب
آپ کے نقشِ قدم دیتے ہیں منزل کا پتہ
آپ کی سنت ہے سب کے واسطے وجہِ ثواب
آپ کی ذاتِ مقدس ہے انوکھا اک سوال
دے نہ پایے گا کوئی بھی حشر تک اس کا جواب
بدگمانی کے اندھیرے ایک پل میں مٹ گیے
آپ نے روشن کیا میرے یقیں کا آفتاب
زندگی کا درس لیتا ہے زمانہ آج تک
آپ جو لایے ہمارے واسطے ام الکتاب
مانگتے ہیں جو دعا پڑھ کر درود ان پر سعید
بارگاہِ رب میں ہوتی ہے یقیناً مستجاب



سوچ کے قرطاس پر نامِ نبی تحریر ہے
شہرِ دل میں اس لیے چاروں طرف تنویر ہے

وہ مدینہ رشکِ جنت جس کو کہتے ہیں سبھی
میری پلکوں پر سجی اس کی حسین تصویر ہے

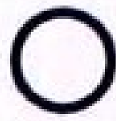
کاش میں اڑ کر میں پہنچ جاؤں مدینہ ایک دن
مفلسی کی میرے پیروں میں بندھی زنجیر ہے

مانگ لو پڑھ کر درودِ پاک تم اللہ سے
اس دعا کے لفظ میں شامل بہت تاثیر ہے

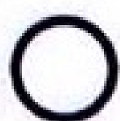
چشمِ رحمت سے نوازیں اے شہِ بطحا اسے
آپ کی امت ہمارے دور میں دلگیر ہے

نعت کے اشعار ڈھلتے ہیں قلم کی نوک سے
لمحہ لمحہ جذبِ دل کی ہو رہی تطہیر ہے

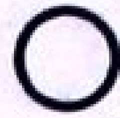
آ گیا جس کو بلاوا ان کے در سے اے سعید
میری نظروں میں اسی کی اوج پر تقدیر ہے



آپ ہیں خیرالبشر، خیرالامم، خیرالانام
ذاتِ اقدس آپ کی ہے لائقِ صد احترام
میرے ہونٹوں کے صحیفے میں رقم اللہ ہے
نقش ہے دل کے ورق پر رحمتِ عالم کا نام
تشنگی سیراب ہوتی ہے یہاں ہرایک کی
آپ کے در پر رواں ہے چشمۂ رحمت مدام
دوست بن جاتے ہیں سن کر جو ہیں دشمن آپ کے
موہ لیتا ہے دلوں کو آپ کا حسنِ کلام
اس دیارِ خلد تک جانا مرا ممکن نہیں
اے صبا لے جا وہاں تک اک بھکاری کا سلام
حشر کے دن آپ کی رحمت مجھے مل جایے گی
ہے یہی وردِ زباں صلِ علیٰ ہر صبح و شام
اِس سعید پُر خطا پر چشمِ رحمت کیجیے
آپ کے در پر کھڑا ہے آکے یہ ادنیٰ غلام



وہ سب کے واسطے رحمت کا سایہ دار شجر
زمانہ چھاؤں میں کرتا ہے جس کی عمر بسر
حصولِ فیض کا محور ہے آستاں ان کا
ہے ان کی ذات پہ مرکوز اک جہاں کی نظر
زمانہ بھیک میں لیتا ہے روشنی ان سے
بغیر ان کے چمکتے نہیں یہ شمس و قمر
ہیں ان کی ذات میں گہرائیاں سمندر کی
ہر ایک لفظ میں ان کے ہے علم کا گوہر
جواب ان کا نہیں حشر تک زمانے میں
کہاں سے لائے گا تمثیل اس جہاں میں بشر
کبھی مجھے بھی ملے اذن باریابی کا
دیارِ خلد کا کرلوں میں ایک بار سفر
سعید اپنی تو عادت ہے نعت گوئی کی
مجھے ملے نہ ملے اپنے فکر و فن کا ثمر



مدینے میں وہ آفتابِ کرم ہے
کہ جس سے منور عرب اور عجم ہے

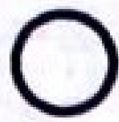
یقیناً مجھے اپنی منزل ملے گی
مرے سامنے ان کا نقشِ قدم ہے

مری زندگی میں اجالا ہے ہر سو
جو نام ان کا دل کے ورق پر رقم ہے

مدینے کا منظر ہے آنکھوں میں میری
مرے شہرِ دل میں وہ بابِ حرم ہے

ہمیں چشمِ رحمت سے آقاؐ نوازیں
زمانے کا ہم پر بڑا ہی ستم ہے

سعید ان کی توصیف لکھوں میں کیسے
نہ تابِ سخن ہے، نہ زورِ قلم ہے



آپ سے پہلے مسلط تھی جہاں میں تیرگی
آپ آیے ہوگئی دنیا میں ہر سو روشنی

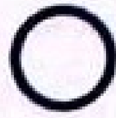
واہموں کی قید سے ہم کو چھڑایا آپ نے
دل کے آنگن میں مہکتی ہے یقیں کی چاندنی

کفر کے باطل اندھیروں کو مٹایا آپ نے
نورِ ایماں سے منور ہے ہماری زندگی

اپنے سجدے ہوگیے مخصوص خالق کے لیے
آپ نے آکر ہمیں بخشا شعورِ بندگی

آپ نے تہذیب سے آراستہ جب کردیا
پہلے جو حیوان تھا وہ بن گیا ہے آدمی

مل گئی منزل ہمیں ان کے وسیلے سے سعیدؔ
کام اپنے آگئی ان کی مبارک رہبری



ایک ذرّہ تھا مگر سورج کا ہمسر ہوگیا
جب نظر ان کی پڑی قطرہ سمندر ہوگیا

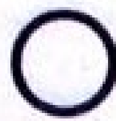
یہ بھی ان کے دستِ شفقت کا بڑا اعجاز ہے
لمس پاکر پھول میں تبدیل پتھر ہوگیا

ہوگیا ہے سر مرا خم احتراماً اس جگہ
روبرو آنکھوں کے جب طیبہ کا منظر ہوگیا

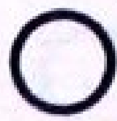
میں زباں سے کہہ نہ پایا حالِ دل ان کے حضور
کربِ دل میرا مگر ان پر اجاگر ہوگیا

ان کی راہوں میں بھٹکنے کا کوئی خطرہ نہیں
نقشِ پا ان کا مری منزل کا رہبر ہوگیا

نعت کی قندیل روشن میں نے کی جب بھی سعیدؔ
ہر لفظ میرے شعر کا لفظِ منور ہوگیا



تنی ہے نور کی چادر مدینے کی فضاؤں میں
مہک شامل ہے جنت کی وہاں بہتی ہواؤں میں
لبوں کے طاق پر روشن ہے ان کے نام کا کلمہ
اجالا ہی اجالا ہر طرف ہے دل کے گاؤں میں
رسائی ان کی ہوجاتی ہے دربارِ الٰہی تک
درودِ پاک شامل ہو اگر اپنی دعاؤں میں
مرے دل میں ابھی تک حسرتِ دیدار باقی ہے
بندھی زنجیر ہے غربت کی اب تک میرے پاؤں میں
تمازت دھوپ کی تکلیف اس کو دے نہیں سکتی
چلا آتا ہے جو بھی گنبدِ خضرا کی چھاؤں میں
بنا لیتے ہیں وہ گرویدہ سب کو اپنی باتوں سے
سخن میں ان کے شیرینی، کشش ان کی اداؤں میں
سعید ان کی شفاعت کا ملے گا آسرا ہم کو
رہی ہے غرق اپنی زندگی گرچہ خطاؤں میں



کوئی فریاد لے کر جب نبی کے در پہ جاتا ہوں
زباں خاموش رہتی ہے فقط آنسو بہاتا ہوں

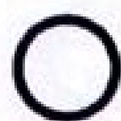
دیا کرتے ہیں وہ سکہ مجھے اپنی عنایت کا
میں جب کشکول اپنی آرزو کا لے آتا ہوں

تصور میں ابھر آتا ہے جب بھی گنبدِ خضرا
مدینے کی گلی میں اس گھڑی میں خود کو پاتا ہوں

فرشتے رحمتوں کے روز آتے ہیں مرے گھر میں
میں ان کے نام کے طغروں سے دیواریں سجاتا ہوں

نواحِ جاں میں آتے ہیں غموں کی شام کے سائے
درودوں کے دیے محرابِ لب پر میں جلاتا ہوں

سعیدؔ ان کی مہک شہرِ سخن میں پھیل جاتی ہے
ثنا کے پھول میں لفظوں کی شاخوں پر کھلاتا ہوں



تاریکیوں میں نور کا مظہر مرے نبی
سارے جہاں کے واسطے رہبر مرے نبی

سب نے پڑھی نماز قیادت میں آپ کی
سارے پیمبروں کے پیمبر مرے نبی

ہیں عام ان کی رحمتیں سب کے لیے یہاں
الطافِ کبریا کے ہیں پیکر مرے نبی

بس آپ کے لیے ہوئی تخلیقِ کائنات
لاریب دو جہاں کے ہیں سرور مرے نبی

بخشا خدا نے آپ کو معراج کا شرف
ہیں ربِ کائنات کے دلبر مرے نبی

حبِ نبی میں دل مرا سرشار ہے سعیدؔ
میری عقیدتوں کے ہیں محور مرے نبی

سوانحی خاکہ

۱۔اصل نام: محمد سعید

۲۔قلمی نام: سعید رحمانی

۳۔تاریخِ پیدائش: ۱۵؍جون ۱۹۳۶ء

۴۔مقامِ پیدائش: مٹیابرج (کولکاتا)

۵۔ولدیت: حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن

۶۔تعلیم: گریجویشن ۱۹۵۸ء

۵۔ملازمت: ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر

۶۔ادبی زندگی کا آغاز: ۱۹۵۴ء

۷۔پہلی نظم کی اشاعت: بچوں کے رسالہ چاند ناگپور کے سالنامہ مطبوعہ ۱۹۵۴ء

۸۔تلمیذ: حضرت امجد نجمی مرحوم اور علامہ شارق جمال ناگپوری مرحوم

۹۔صحافتی خدمات: صدائے اڑیسہ ٗ ہفت روزہ سہارا (بھوبنیشور) ٗ اڑیسہ اردو اکاڈمی کا ترجمان ''فروغِ ادب'' اور اردو روزنامہ ''آج تک'' کی مجلسِ ادارت سے وابستگی رہی ہے۔

ادبی اداروں کی رکنیت: سابق رکن اڑیسہ اردو اکاڈمی جنرل کاؤنسل ٗ صدر انجمنِ ترقی اردو کٹک ٗ صدر فیضانِ ادب: کٹک

تصنیفات: (۱) روشن عبارت (نعتوں اور غزلوں کا مجموعہ) مطبوعہ ۱۹۹۵ء

(۲) رحمتوں کا سائباں (نعتیہ مجموعہ) مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۳) فاصلوں کا موسم (غزلیہ مجموعہ) مطبوعہ ۲۰۱۶ء

(۴) دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعتیہ مجموعہ)۔ ۲۰۱۷ء

زیرِ ترتیب: حرفِ سخن (غزلیات)' شناسا چہرے (مضامین)
قاشیں (قطعات' رباعیات' ماہیے اور ہائیکو) نقد و نظر (تبصرے)

دیگر ادبی مشغلے: تین سو سے بھی زائد مضامین مختلف اخبارات و رسائل کی
زینت بن چکے ہیں۔ یہ مضامین ادبی' سیاسی' جغرافیائی'
سائنسی اور کھیل کود پر مبنی ہیں۔

موجودہ مشغلہ: مدیرِ اعلیٰ سہ ماہی ادبی محاذ اور ماہنامہ صدائے اڑیسہ

پتہ: مدیرِ اعلیٰ ادبی محاذ۔ دیوان بازار
کٹک۔ 753001 (اڑیسہ)

E-mail:sayeedrahmani@gmail.com

DARBAR-E-MUSTAFA MEIN

(Hamd-O-Naat)

By

Sayeed Rahmani

Published by
Akhbar-e-Orissa Publications, Dewan Bazar,
Cuttack-753001(Odisha)

Printed at Kalinga Binding Works.Saidani Bagicha. Cuttack-8
Mob-9937193972